خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جلد:2 | شمارہ: 107 | سوموار 4 مئی 2020ء | 10 رمضان 1441 ہجری قمری

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ یَرَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ہُوَ الۡحَقَّ ۙ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۷﴾

(السبا:7)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہیں علم عطا کیا گیا ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ تیری طرف تیرے ربّ کی طرف سے اتارا گیا ہے وہی حق ہے اور وہ کامل غلبہ والے، صاحبِ تعریف (اللہ) کے رستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم مئی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

جماعت احمدیہ کے تین مخلص ، وفادار اور وقف کی روح کو سمجھتے ہوئے خدمت گزار احباب کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ

ہرڈاکٹر جہاں علاج کے ساتھ مریض کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں وہاں اُن کے لئے دُعا بھی ضرور کیا کریں اور اگر نفل پڑھیں تو بہت اچھی بات ہے

مرحومین دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کے عہد بیعت کو نبھانے ، بیعت کا حق ادا کرنے ، خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کا حق ادا کرنے والے تھے

جو وفا انہوں نے خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ کی ہے اور جس طرح اپنے عہد بیعت نبھانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر ان سے پیار کا سلوک فرمائے

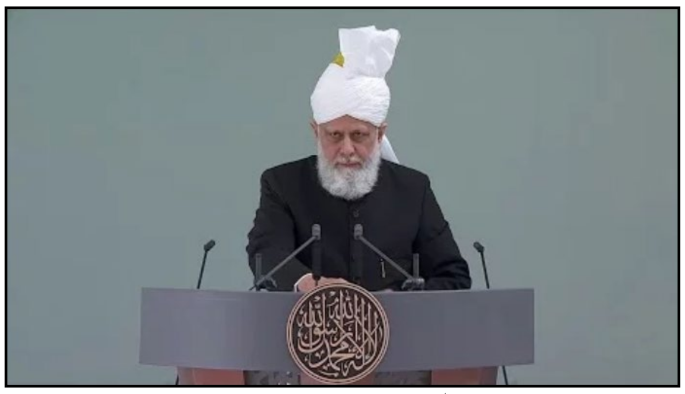

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ یکم مئی 2020ء کو مسجد مبارک ، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہِ راست نشر کیا گیا ۔حضور انور نے فرمایا :اس وقت میں چند مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک مختلف پیشے سے منسلک تھا، مختلف مصروفیات تھیں، تعلیمی معیار مختلف تھے لیکن یہ چیز ان میں مشترک تھی کہ دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کے عہد بیعت کو اپنی طاقتوں کے مطابق نبھانے والے ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے، خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے ،حقوق العباد کا حق ادا کرنے والے تھے۔جن مرحومین کا ذکر میں نے کرنا ہے اُن میں سے ایک ہیں مکرم ذوالفقار احمد دامانک ریجنل مبلغ انڈونیشیا کے، جو 21۔اپریل کو 42 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔مرحوم 24مئی 1978ء کو نارتھ سماٹرا میں پیدا ہوئے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم شہنور ڈمانک کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1944ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم نے 1997ء سے 2002ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اس کے بعد 18 سال مختلف جگہوں پر بطور مبلغ سلسلہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی ۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ مکرمہ مریم صدیقہ اور چار بچے ہیں جو کہ وقف نو کی سکیم میں شامل ہیں۔ذوالفقار صاحب بہت ہی کامیاب اور محنتی مبلغ تھے ۔ تربیت اور تبلیغ کے کاموں کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے بات کرتے اور سب کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے، ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ دوسروں کو ملتے ۔ کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ دُعاکرنے کی تلقین کیا کرتے تھے اوریہی وہ خاصیت ہے جو ایک واقف زندگی کی روح ہے اور اس میں ہونی چاہئے کہ ہمیشہ اگر کچھ مانگنا ہے تو خدا تعالیٰ سے مانگے اور کبھی مطالبہ نہ کرے اور یہ انتہائی ضروری خصوصیت ہے جو ہر واقف زندگی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ موصوف ان مبلغین میں شامل تھے جنہیں کثیر تعداد میں بیعتیں کروانے کی سعادت ملی ۔ 2018ء میں یہاں جلسہ پر آنے کا بھی موقع ملا ۔ نہایت صالح، مخلص اور فرمانبردار تھے۔ علالت کے ایام میں بھی جماعتی خدمات کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کو متعدد بار مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کا بھی موقع ملا۔ اس کے علاوہ آپ نے صوبہ میں بہت ساری lost generations کے ساتھ رابطہ کر کے اُنہیں جماعت کے بارے میں تعارف کرایا اور پورے صوبے میں اس طرح کی مہم جاری رکھی اور ایک لوکل جماعت سنگیگی کو تقریباً بیس سال کے بعد دوبارہ قائم کرنے کی ان کو توفیق ملی۔ موصوف ڈائلیسز کی وجہ سے ہسپتال میں زیر علاج تھے تو اس حالت میں بھی ایک لوکل اجلاس میں شامل ہوئے وہاں کے خادم نے جب آپ سے پوچھا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں اُٹھائی تو اس پرآپ نے اُسے جواب دیا کہ جب تک مجھ میں جان ہے میں جماعت کے تمام پروگراموں میں شامل ہونے کی کوشش کرتا رہوں گا اگرچہ میں بیمار بھی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میں ہمیشہ خدمت دین کے کاموں میں مصروف رہوں۔ یہ ہے وہ واقف زندگی کا جذبہ جو ہر ایک واقف زندگی میں ہونا چاہئے نہ یہ کہ ذرہ ذرہ سی بات پر پریشانیوں کا بعض لوگ جو اظہار شروع کر دیتے ہیں وہ اظہار شروع ہو جائے۔

فرمایا : قادیان جانے سے پہلے جب مرحوم بہت زیادہ بیمار تھے تو یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اتنی عمر دے کہ میں قادیان جا سکوں۔ آپ کہتے تھے کہ بیت اللہ میں عمرہ بھی کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کا بھی موقع مل گیا، اب قادیان کی زیارت کی حسرت باقی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ

باقی صفحہ نمبر 6 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ یکم مئی 2020ء
- (اداریہ) خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان دھریں
- متن خطبہ جمعہ 10۔اپریل 2020ء
- دوسرا عشرہ مغفرت اوراس میں بخشش طلب کرنے کی دعائیں
- قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات
- ماہ رمضان اور دعوت الی اللہ
- قبولیتِ دعا کا اعجاز
- وبا کے دنوں میں فیک نیوز کا رُجحان اور ہماری ذمہ داریاں
- اس وبا کا حسین پہلو (ایک ادبی اور تبلیغی تحریر)

فرمانِ رسول ﷺ

حقیقی روزے کا اجر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔
(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایماناً واحتساباً و نیۃ حدیث 1901)

دربارِ خلافت

رمضان کا اصل مقصد تقویٰ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”روزہ کیا ہے؟ یہ ایک مہینہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو ان جائز باتوں سے بھی روکنا ہے جن کی عام حالات میں اجازت ہے۔ پس جب اس مہینہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جائز باتوں سے رُکنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان ناجائز باتوں اور برائیوں کو کرے۔ اگر کوئی اس روح کو سامنے رکھتے ہوئے روزے نہیں رکھتا کہ میں نے یہ دن اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے گزارنے ہیں اور ہر اس بات سے بچنا ہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس بات کو کرنا ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر یہ روح مدنظر نہیں، ہر وقت ہمارے سامنے نہیں اور اس کے مطابق عمل کی کوشش نہیں تو یہ روزے بے فائدہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں صرف بھوکا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور ... الخ حدیث 1903)

روزے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ ایک مہینہ تربیت کا مہیا کیا گیا ہے، اس میں اپنے تقویٰ کے معیار بڑھاؤ۔ یہ تقویٰ تمہارے نیکیوں کے معیار بھی بلند کرے گا۔ یہ تمہیں مستقل نیکیوں پر قائم بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی دلائے گا اور اسی طرح گزشتہ گناہ بھی معاف ہوں گے۔“
(خطبہ جمعہ مؤرخہ 10جون2016ء)

اداریہ

خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان دھریں

نسلوں کی بقاء کی ضمانت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اگر خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔“
(خطبات مسرور جلد 8 ص 191)

کلام الامام، امام الکلام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوادیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہیے.... کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔ (خطبات مسرور جلد نمبر 3 ص320)

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

” عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفاء وقت کہتے رہے ہیں ۔ جو خلیفہ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تبلیغ امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں ۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفہ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا روح تھی ؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔ (خطبات مسرور جلد 4ص288)

****

آج کی دعا

”اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال۔ تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دین و دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔آمین ثم آمین“ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بخشش اور رضائے باری تعالیٰ کے حصول کی بہت پیاری اور جامع دعا ہے۔ چاہئے کہ اس دعا کو کثرت سے ہم پڑھیں۔
(قدسیہ محمود سردار)

عظمت ماہِ صیام

عبادت میں جو خلقت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے
سجی مولا کی جنت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو شیطاں بھی مقید ہے تو دوزخ بھی مقفل ہے
نظر بند ان کی قوت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

یہ روزہ ہے مری خاطر، میں خود اس کی جزا ہوں گا
خدا کی جو زیارت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو نفرت کی کر توڑی، عداوت کو بھلا ڈالا
محبت کی اشاعت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیروں کو غریبوں کی صفوں میں لا بٹھایا ہے
اخوت ہی اخوت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

بیک آواز اٹھتے ہیں، بیک آواز چلتے ہیں
بہت اعلیٰ یہ وحدت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

قرآن پاک اترا تو تقدس مل گیا اس کو
بکثرت اب تلاوت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیرانہ روش چھوڑی، غریبانہ ہوئے سارے
ہر اک نیکی میں سبقت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

خوشا ماہ صیام آیا، فراز ! اتنا یقیں پھر سے
مرا ایماں سلامت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

اطہر حفیظ فراز

خطبہ جمعہ

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10۔اپریل 2020ء اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے)، یوکے

یہ وبائیں اور آفات انسان کو ہوشیار کرنے کے لیے آ رہی ہیں کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کے بھی حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حق ادا کرو، اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرو

اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے طاعون کے ساتھ ملانا اور پھر اس قسم کی باتیں کرنا کہ نعوذ باللہ جو احمدی اس بیماری میں مبتلا ہیں یا اس سے وفات پا گئے ہیں ان کا ایمان کمزور ہے یا تھا۔ یہ کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے

آج کل یہ کہا جاتا ہے ماسک پہنو اور دوسری احتیاطیں ہیں ان کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اسی طرح سے بلا وجہ لوگوں کے گھروں میں آنے جانے سے بھی بچنا چاہیے۔ حکومت نے بھی منع کیا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیے

آج کل دعاؤں، دعاؤں اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو اور مجموعی طور پر جماعت کو بھی ہر لحاظ سے اپنی حفظ و امان میں رکھے

کاروباری احباب کو انسانیت کی خدمت اور ہمدردی کے جذبے کے تحت حقوق العباد ادا کرتے ہوئے کھانے پینے کی چیزوں اور ضروری لازمی اشیاء کو کم از کم منافعے پر بیچنے کی نصیحت

خلافت سے سچا پیار کا تعلق رکھنے والے،کامل اطاعت کرنے والے، اللہ تعالیٰ سے کیے گئے ہر عہد کو پورا کرنے والے، عملہ حفاظتِ خاص کے کارکن،انتہائی مخلص اور بے لوث خادمِ سلسلہ محترم ناصر احمد سعید صاحب کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج کل کرونا کی وبا کی وجہ سے جو دنیا کے حالات ہیں اس نے اپنوں کو بھی، غیروں کو بھی سب کو پریشان کیا ہوا ہے۔ لوگ خط لکھتے ہیں، اپنی پریشانیوں کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے پیاروں، قریبیوں، رشتہ داروں کی بیماریوں کی وجہ سے پریشان ہیں چاہے وہ کوئی بھی بیماری ہو۔ ان حالات میں بہت زیادہ پریشانی کا اظہار ہوتا ہے کہ اگر کوئی اور بیماری بھی ہے تو کمزور جسم اس وبا کی بیماری کو لے ہی نہ لے۔ احمدیوں میں سے کچھ کو اس بیماری کا حملہ بھی ہوا ہے۔ بہرحال ایک پریشانی نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ ایک مربی صاحب نے مجھے لکھا کہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ہو گیا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ بات ان کی ٹھیک ہے ۔حقیقت یہی ہے کہ کچھ پتا نہیں لگ رہا کہ دنیا کو کیا ہو رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بھی انہی حالات کے متعلق، آج کل کے زمانے کے حالات کے مطابق فرماتا ہے کہ

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (الزلزال: 4) اور انسان کہہ اٹھے گا کہ اسے ہو کیا گیا ہے؟

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فروری 1920ء میں آج سے تقریباً سو سال پہلے وباؤں، قحط، ابتلا اور طوفانوں کا ذکر کرتے ہوئے اس آیت کی مختصر وضاحت فرمائی تھی کہ پہلے ایک آدھ ہی وبا یا ابتلا آتے تھے لیکن اب یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں ابتلاؤں کے دروازے کھل گئے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 387 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 فروری 1920ء)

میں بھی گزشتہ کئی سالوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اور جب سے کہ آپؑ نے دنیا کو خاص طور پر آفات اور آسمانی بلاؤں سے آگاہ کیا ہے، ہوشیار کیا ہے دنیا میں طوفانوں ، زلزلوں ، وباؤں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور عمومی طور پر یہ وبائیں اور آفات انسان کو ہوشیار کرنے کے لیے آ رہی ہیں کہ تم اپنے پیدا کرنے والے کے بھی حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حق ادا کرو، اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرو۔ پس ان حالات میں ہم نے خود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنا ہے اور دنیا کو بھی ہوشیار کرنا ہے۔ بعض بیماریاں یا طوفان اور وبائیں ایسی ہیں کہ جب دنیا میں آئیں تو قدرتی طور پر اس کا اثر ہر ایک پر پڑتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے بعض ابتلاؤں کا ہم سے تعلق نہیں ہے لیکن اس دنیا میں جب ہم رہتے ہیں تو کئی باتوں میں مثلاً وبائیں ہیں، قحط ہیں ان میں ہمیں بھی ایک حد تک حصہ لینا پڑتا ہے یعنی ہم بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ہم پر بھی وہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ الٰہی جماعتوں کو ان سے بالکل محفوظ رکھا جائے۔ آپؓ نے فرمایا کہ کیونکہ یہ خدا کی مصلحتوں کے خلاف ہوتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 387-388 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 فروری 1920ء)

لیکن مومن ان مشکلات سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے گزر جاتا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت جھکنا چاہیے اور اس کا رحم اور فضل مانگنا چاہیے۔ اس لیے پہلے سے بڑھ کر ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بعض لوگ بعض تبصرے کر دیتے ہیں کہ یہ وبا نشان کے طور پر ہے اور احتیاط کی یا بعض علاج کی کوئی ضرورت نہیں یا اس قسم کے اَور ایسے تبصرے جو دوسروں کے جذبات کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ہمیں نہیں پتا کہ یہ نشان ہے، خاص طور پر کوئی نشان ہے یا نہیں لیکن عمومی طور پر بہرحال ہم کہتے ہیں جیسا کہ میں نے ابھی بھی کہا اور چند خطبے پہلے بھی میں نے اس بیماری کے ذکر میں شروع میں ہی کہا تھا کہ زمینی اور آسمانی بلائیں اور آفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد بہت بڑھ گئی ہیں۔ پس عمومی طور پر تو بےشک کہا جا سکتا ہے لیکن اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے طاعون کے ساتھ ملانا اور پھر اس قسم کی باتیں کرنا کہ نعوذ باللہ جو احمدی اس بیماری میں مبتلا ہیں یا اس سے وفات پا گئے ہیں ان کا ایمان کمزور ہے یا تھا۔ یہ کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

طاعون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایک نشان کے طور پر ظاہر ہوا گو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری سے فوت ہونے والے کو شہید قرار دیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون حدیث 5733)

لیکن بہرحال یہ کیونکہ ایک طاعون کی بیماری کے نشان کے طور پر ظاہر ہوا تھا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خاص طور پر فرمایا تھا، اس بارے میں آپؑ نے اعلان بھی فرمایا تھا کہ یہ نشان ہے اور اس بارے میں جماعت کو ہدایات بھی فرمائی تھیں اس لیے اُس طاعون کی جو آپؑ کے زمانے میں آیا ایک علیحدہ حیثیت تھی لیکن ساتھ ہی اُس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر جماعت کو یہ فرمایا بلکہ مفتی صاحبؓ کو کہا کہ اخبار میں اس کا اعلان کر دیں کہ میں اپنی جماعت کے لیے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے ۔مگر آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ جب قہرِ الٰہی نازل ہوتا ہے تو پھر بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے

جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہو گا۔ پھر صرف یہ نہیں کہ ان کو، نیکوں کو کوئی اثر نہ ہو گا ہاں نیکوں پر بھی اثر ہو اجیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ یہ قانونِ قدرت ہے۔ اثر تو ہوتا ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں دیکھو حضرت نوحؑ کا طوفان سب پر پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد ، عورت اور بچے کو اس سے پوری طرح خبر نہ تھی کہ نوحؑ کا دعویٰ اور اس کے دلائل کیا ہیں لیکن طوفان کی زد میں آ گیا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ جہاد میں شامل ہوئے۔ جہاد میں فتوحات ہوئیں۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی جہاد ہوئے۔ ان میں بعض جگہ شکستیں بھی ہوئیں لیکن عمومی طور پر فتوحات ہوئیں۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے ایک نشان تھیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ لیکن ہر ایک میں کفارکے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ یہ نہیں ہوا کہ صرف کافر مارے گئے۔ گو جہاد نشان کے طور پر تھا لیکن اس میں مسلمان بھی مارے گئے اور فرمایا کہ مسلمان جو مارا گیا وہ مسلمان شہید کہلایا۔ آپؑ فرماتے ہیں ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو جذبات سے پاک رکھو۔ اس کے بعد حقوق العباد کو ادا کرو۔ فرمایا خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا تعالیٰ کے حضور رو کردعا نہ کی ہو۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسبابِ ظاہری کی رعایت رکھو یعنی جو ظاہری احتیاطیں ہیں وہ تمام بجا لاؤ، وہ پوری کرو۔ پھر فرمایا جو تم میں سے بتقدیرِ الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اس کے ساتھ اور اس کے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو۔ اور ہر طرح سے ان کی مدد کرو اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو ۔ ہر قسم کی کوشش کرو۔ فرمایا لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9صفحہ 251 تا 253)

ہمدردی بےشک کرو لیکن احتیاطی تدابیر بھی ضروری ہیں۔ ان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔پس اس بات سے ہمیں یہ سبق لینا چاہیے کہ جو بھی مدد کرنے والے ہیں ان کو جو یہ ضروری احتیاطیں ہیں مثلاً آج کل یہ کہا جاتا ہے ماسک پہنو اور دوسری احتیاطیں ہیں ان کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اسی طرح سے بلا وجہ لوگوں کے گھروں میں آنے جانے سے بھی بچنا چاہیے۔ حکومت نے بھی منع کیا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آج کل یہاں یوکے میں باوجود حکومت کے کہنے کے اور منع کرنے کے لوگ پارکوں میں جا کر اکٹھے ملنا جلنا رکھتے ہیں۔ اجازت تو صرف اس حد تک ہے کہ تم واک (walk)کر سکتے ہو۔ تھوڑی سی کھلی ہوا میں جاسکتے ہو ۔ یہ نہیں ہے کہ پارکوں میں بیٹھ کر پکنکیں منانی شروع کر دو اور کئی لوگ اکٹھے ہو جائیں ۔ یہ غلط طریق ہے اور حکومت بار بار اس طرف توجہ دلا رہی ہے۔ کاروں میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ حکومت نے کہا ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ ہم ہوا کے لیے جاتے ہیں۔ exercise کے لیے پارک میں جاتے ہیں تو پھر گھروں سےپیدل جاؤ یا سائیکلوں پرجاؤ۔ یہ کاروں میں اکٹھے بیٹھ کر جو جاتے ہو یہ بھی غلط طریقہ ہے۔ اب بعض جگہ کونسلوں نے پارکنگ کی جگہیں بند کرنے کا اعلان کیا ہے کہ کاریں آنے کی اجازت ہی نہیں۔ پارکنگ کی اجازت ہی نہیں ہے۔ بہرحال احمدیوں کو اس قسم کی حرکتوں سے بچنا چاہیے۔ جن کے سپرد مدد کے کام ہیں، خدام الاحمدیہ نے بھی بہت سارے والنٹیئر پیش کیے ہیں اور بھی مدد کر رہے ہیں وہ تمام احتیاطوں اور دعاؤں کے ساتھ اس مدد کے فریضے کو سرانجام دیں اور بے احتیاطیوں سے بچیں۔ بلاوجہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ یہ جہالت ہے۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے، یہ جہالت کہلاتی ہے۔ پس بہت احتیاط کریں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو خدا نخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے۔ اُس وقت جو طاعون تھی اس کے واسطے غسل کی ضرورت نہیں اور نیا کفن پہنانے کی ضرورت نہیں۔ اس سے پھر شہید والا سلوک کیا جاتا ہے۔یہاں تو حکومت نے کچھ حد تک اجازت دی ہوئی ہے۔ غسل بھی کر سکتے ہیں اور کفن بھی پہنا دیتے ہیں۔ اس زمانے میں جو یہ شدید حالات تھے اس وقت آپؑ نے یہ فرمایا تھا کہ ضرورت نہیں۔ پھر تاکیداً آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ گھروں کی صفائی بہت زیادہ کرو اس کے متعلق خاص طورپر ہدایت فرمائی۔ اور گھروں کی صفائی کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اپنے کپڑوں کی صفائی رکھو۔ اپنے کپڑے بھی صاف رکھو اور نالیاں بھی صاف کراتے رہو۔ یہاں تو سارا سیوریج سسٹم (sewerage system)انڈر گراؤنڈ (underground)ہوتا ہے۔ غیر ترقی یافتہ ممالک میں جہاں نالیاں کھلی ہوتی ہیں یہ خاص طور پر بہت ضروری چیز ہے کہ نالیاں صاف رکھی جائیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو خاص طور پر فرمایا کہ سب سے مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صلح کر لو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 253)

پس ہمیں ان حالات میں بھی جو آج کل اس وبا کی وجہ سے ہیں اور ہر ایک اس سے متاثر ہے جیسا کہ میں نے کہا لکھنے والے لکھتے بھی ہیں ان باتوں کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہیے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے لیے دعاؤں کا راستہ کھلا ہے۔ ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اگر خالص ہو کر اس کے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے۔ عمومی طور پر اپنے لیے، اپنے پیاروں کے لیے، اپنے عزیزوں کے لیے، جماعت کے لیے اور عمومی طور پر انسانیت کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں۔ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں اور ان میں احمدی بھی ہوں گے جن کے پاس احتیاط کے سامان میسر نہیں، جن کو علاج کی سہولتیں نہیں ہیں، کھانے پینے کی سہولتیں نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اور ہم سب پر بھی رحم فرمائے۔ ہم جماعتی طور پر کوشش کرتے ہیں کہ ان حالات میں خوراک وغیرہ ہر احمدی تک پہنچائیں لیکن پھر بھی ہو سکتا ہے ، کمی رہ جاتی ہے بلکہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ خوراک یا علاج کی سہولتیں پہنچائیں۔ احمدیوں کے گھر پہنچانے کی اس کوشش کے باوجود کمی رہ جاتی ہے بلکہ ہم تو یہاں تک کوشش کرتے ہیں کہ غیروں تک بھی یہ سب سہولتیں علاج کی سہولت یا خوراک وغیرہ کی سہولت جہاں ضرورت ہے پہنچے اور بے غرض ہو کر یہ خدمت خالصتاً ہمدردی کے جذبے سے ہم کرتے ہیں لیکن پھر بھی بعض متعصب میڈیا کے ذرائع یا نام نہاد علماء یہ الزام لگا دیتے ہیں کہ احمدی جو یہ خدمت کر رہے ہیں یا خوراک پہنچا رہے ہیں یا میڈیکل ایڈ دے رہے ہیں یہ اپنی تبلیغ کے لیے مدد کرتے ہیں تا کہ ان کی تبلیغ کے رستے کھلیں۔ بہرحال ہمیں ان الزاموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں اور ہمارے جذبے کو جانتا ہے۔ پھر میں کہوں گا کہ آج کل دعاؤں، دعاؤں اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر لحاظ سے جماعت کے ہر فرد کو ہر لحاظ سے اور مجموعی طور پر جماعت کو بھی ہر لحاظ سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی دعائیں کرنے اور دعاؤں کی قبولیت سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات بھی میں بعض احمدی کاروباری لوگوں کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ جو احمدی کسی کاروبار میں ہیں وہ اِن دنوں میں اپنی چیزوں پر غیر ضروری منافع بنانے کی کوشش نہ کریں اور غیر ضروری منافع بنانے کی بجائےاور خاص طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں اور ضروری لازمی اشیاء میں غیر ضروری منافع بنانے کی بجائے یہ ان چیزوں کو کم از کم منافع پر بیچیں اور یہی انسانیت کی خدمت کے دن ہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تلقین فرمائی ہے کہ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے یہی دن ہیں اور اس ذریعہ سے یہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے بھی دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جو بھی کاروباری لوگ ہیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ ان حالات میں بجائے غیر ضروری منافعوں کے ایک ہمدردی کے جذبے کے تحت اپنے کاروباروں کو بھی چلائیں۔

اب میں گذشتہ دنوں فوت ہونے والے ہمارے ایک انتہائی مخلص کارکن اور خادمِ سلسلہ محترم ناصر احمد سعید صاحب کا ذکر کروں گا جو 5۔اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ناصر احمد سعید صاحب 1951ء میں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں تاج دین صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام تاج دین تھا۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ تعلیم زیادہ حاصل نہیں کی۔ انہوں نے مڈل تک، آٹھویں کلاس تک تعلیم حاصل کی ۔ پھر 1973ء میں نظارت امور عامہ کے تحت بطور کارکن حفاظتِ خاص ان کا تقرر ہوا۔ (حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی اپریل 84ء میں میرا خیال ہے ربوہ سے ہجرت ہوئی تھی۔) اس کے بعد بہرحال پھر 1985ء میں ان کا ربوہ سے لندن تبادلہ ہو گیا۔ اور خدمت سرانجام دیتے رہے۔ عمر کے لحاظ سےجو قواعد کی دفتری کارروائی ہوتی ہے اس کے مطابق ان کو اکتوبر 2010ء میں ریٹائر کر دیا گیا تھا لیکن انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنا کام جاری رکھا، ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ ثالثہ سے لے کے اب تک، میرے وقت تک ان کو ڈیوٹی کی سعادت ملی۔

ناصر سعید صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑی ایمانداری اور مستعدی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ان کو بڑا سچا پیار کا تعلق تھا۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کلثوم بیگم صاحبہ ہیں۔ ایک بیٹا ہے خالد احمد سعید اور آگے ان کے خالد سعید صاحب کے بچے ہیں۔ خالد سعید صاحب بھی رضا کار کے طور پر حفاظت خاص میں ڈیوٹی دیتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ناصر سعید صاحب کی طرح وفادار بنائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ناصر سعید صاحب کی اہلیہ کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ناصر سعید صاحب کے ایک رشتے دار ہیں۔ ان کے ماموں زاد محمود صاحب ربوہ میں ہیں۔ محمود صاحب پہلے فوج میں تھے اور ان کے ہم عمر ہی تھے۔ کہتے ہیں کہ ناصر سعید صاحب کے والدین نے بھی ان کو کہا کہ فوج میں بھرتی ہو جاؤ یا کوئی اَور نوکری کر لو تو انہوں نے انہیں جواب دیا کہ اگر کوئی نوکری کرنی ہوئی تو جماعتی نوکری کروں گا ورنہ یہ چھوٹا سا زمیندارہ ہے یہی اپنازمینداری کا کام کرتا رہوں گا اور اس کے بعد پھر جیسا کہ میں نے کہا یہ جماعت میں آئے اور بھرتی ہو گئے۔ اپنے ان کے رشتے دار ہی لکھتے ہیں کہ اپنے سب عزیزواقارب سے نہایت پُرخلوص محبت کا سلوک رکھتے تھے اور بہت سے ضرورت مند اقرباء کی خاموشی سے امداد بھی کرتے رہتے تھے۔

ربوہ میں حفاظت خاص کے عملے کے کارکن شکور صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے 1990ء سے 98ء تک لندن میں ناصر سعید صاحب کے ساتھ ڈیوٹی کا موقع ملا اور ہمیشہ انہیں خلافت کا وفادار اور اطاعت شعار پایا اور ڈیوٹی کے معاملے میں ہمیشہ بڑے ایماندار تھے۔ ہمیشہ اپنی ڈیوٹی کے لیے وقت سے پہلے آ جایا کرتے تھے اور بصیغۂ راز کوئی پیغام ہوتا تھا تو ہمیشہ اس کو راز رکھتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی یہ تلقین کرتے کہ بصیغۂ راز رکھنا چاہیے اور اپنے کسی ساتھی سے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

میجر محمود صاحب افسر حفاظتِ خاص ہیں انہوں نے جو لکھا ہے کہتے ہیں کہ ناصر سعید صاحب انتہائی وفاشعار کارکن تھے۔ ان کی روح کا محور صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ تھی۔ دنیاوی آلائشوں سے مبرا تھے۔ خدمت دین ہی ان کا نصب العین تھا ۔خدمت کرنے کے علاوہ ان کی اَور کوئی سوچ نہیں تھی۔ دلی خواہش رکھتے تھے کہ خلافت کے دَر پر جان نکلے اور اسی کو انہوں نے سچ کر دکھایا۔ مہمان نوازی

میں بھی بڑے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اپنی مثال آپ تھے۔ ہر بڑے چھوٹے کی عزت کا خیال رکھتے تھے۔ اپنے سے سینئر کی بے حد عزت کرتے تھے ۔ کبھی ہونٹوں پر کبھی زبان پر گلہ شکوہ نہیں لائے اور ہمیشہ ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فرض جانا۔ میجر صاحب نے لکھا ہے کہ وقفِ زندگی کی وہ ایک لاجواب مثال تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بے لوث ہو کے انہوں نے اپنی زندگی میں خدمت کی ہے۔

جامعہ جرمنی کے ایک طالبعلم ہارون صاحب ہیں وہ بھی لکھتے ہیں کہ کئی دفعہ ان کو تجربہ ہوا کہ اگر لوگوں کی، فریقین میں کوئی رنجشیں ہیں چپقلشیں ہیں تو ان میں صلح صفائی کرانے میں بڑا کردار ادا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ چھٹیوں میں کبھی کہیں جاتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ خلیفۂ وقت کی جو خدمت ہے وہاں حاضر رہنا اور ڈیوٹی دینا وہی واقف زندگی کی رخصتیں ہیں اور کوئی اَور مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ پھر بے شمار لوگوں نے ان کے اخلاق، ان کی مہمان نوازی، خوش مزاجی اور پیار اور محبت کا ذکر کیا ہے۔ گو وہ جماعت کے کسی بڑے اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں تھے لیکن معمولی خدمت گزار ہونے کے باوجود ہر دلعزیز تھے۔ جس سے ملتے اس کا دل موہ لیتے تھے۔

جرمنی کے نصیر باجوہ صاحب ہیں کہتے ہیں بڑے عمدہ اخلاق اور عادات کے مالک تھے۔ سب کے لیے بہتر سوچتے تھے۔ ہر وقت ہر شخص کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے اور دوسروں کی مدد کر کے خوش ہوتے تھے اور اس میں دلی تسکین محسوس کرتے تھے۔ امریکہ کے ایک خادم سید اویس ہیں انہوں نے بھی یہ لکھا کہ جب بھی امریکہ کے دورے پہ آئے بڑی بشاشت سے ملتے۔ کبھی تھکاوٹ کے آثار ان میں نہیں دیکھے اور خدام کو بھی بڑے پیار سے ملتے اور بڑے پیار سے سمجھاتے اور ان کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کرتے۔ ان میں یہ بڑی خوبی تھی۔ ہر ملک کے لوگوں کے خطوط آ رہے ہیں۔ سارے تو یہاں بیان بھی نہیں ہو سکتے۔

فیروز عالم صاحب ہیں انہوں نے بھی بہت ساری انہی خوبیوں کا ذکر کر کے لکھا کہ عاجزی، انکساری تھی۔ اور جب وہ اکیلے یہاں تھے تو مہمان نوازی ان کی بھی کرتے رہے۔ پھر عبادت کا بھی ذکر کیا کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری کے دنوں میں مسجد میں رات کو تہجد کے وقت بڑی تڑپ سے ان کو دعائیں کرتے ہوئے دیکھا۔

جرمنی کے سابق صدر خدام الاحمدیہ حسنات صاحب ہیں۔ وہ بھی واقفِ زندگی ہیں۔ انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ ان کے اخلاص، ڈیوٹی میں لگن، خلافت سے وفا کو دیکھ کر ہمیشہ رشک آتا تھا۔ ایک طرف سادگی کی انتہا تھی تو دوسری طرف ایک عجیب عرفان بھی ان کے اندر تھا۔ پھر کہتے ہیں ان سے خدام الاحمدیہ کے صدر کی حیثیت سے ڈیوٹیوں کے حوالے سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ انہوں نے کبھی اپنی صحت یا عمر زیادہ ہونے کا اظہار نہیں کیا۔ اپنی ڈیوٹی میں وہ دوسروں کی طرح جوان نظر آتے تھے اور حسنات صاحب ہی یہ لکھتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کرتے تھے کہ اِن سے عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے کوئی امتیازی سلوک کرے۔ ٹھیک ہے جس طرح باقی خدام ڈیوٹی دے رہے ہیں، باقی سیکیورٹی ڈیوٹی دے رہے ہیں میں بھی ڈیوٹی دوں گا۔ اپنے چھوٹوں سے بڑی عزت سے پیش آتے۔ بڑے پیار سے پیش آیا کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ ان کے سلوک سے ہمیں بڑی شرمندگی ہوتی تھی۔ ہماری ڈیوٹی دینے والے خدام کی بڑی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ یہ بڑی اچھی بات لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگ باتیں کر کے یا کیمپ منعقد کر کے کسی کو ٹریننگ دیتے ہیں لیکن آپ کی ڈیوٹی، آپ کی جو یہ ٹریننگ تھی کہ بے لوث ہو کے اپنی ڈیوٹی دینا، حاضر دماغی، اخلاص اور دعاؤں کے ذریعے سے آپ کی ٹریننگ تھی اور کہتے ہیں جب بھی موقع ملتا، کہیں ملتے تو ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے کہ دعا کرو میرا خاتمہ بالخیر ہو۔

رشین ڈیسک کے خالد احمد صاحب ہیں انہوں نے اور بہت ساری باتوں کے ساتھ جو سب لکھ رہے ہیں یہ بھی لکھا کہ وہ ہمیشہ خاموشی سے نہ صرف خود مستحقین کی مدد کیا کرتے تھے بلکہ بہت سے متمول افرادِ جماعت کو بھی اپنے غریب اور مستحق بھائیوں اور بہنوں کی مدد کی طرف مستقل طور پر توجہ دلاتے اور راغب کرتے رہتے تھے۔

پھر ان کی ایک نمایاں خوبی اکرامِ ضیف تھی۔ خاص طور پر جلسے کے دنوں میں ان کی یہ صفت اپنے عروج پر ہوتی تھی۔ جلسہ پر آئے ہوئے مہمانوں کا دلی احترام کیا کرتے تھے اور بلا مبالغہ کئی مہمانوں کو مرکز سے آئے ہوں یا دیگر ممالک سے آئے ہوں ان کی روزانہ صبح شام اپنے گھر پر مدعو کر کے بلا تکلف مجلس بناتے، ان کو بٹھاتے اور پھر ان کو پُر تکلف کھانا کھلاتے۔ اور پھر ساتھ ہی ہر ایک مہمان کو مسجد میں بچھائی ہوئی ایک جائے نماز کا تحفہ بھی دے دیا کرتے تھے۔

جرمنی کے اطہر زبیر صاحب ہیں انہوں نے بھی یہی لکھا کہ خصوصیت کے ساتھ خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ بڑے مخلص تھے اور گفتگو کا انداز بڑا شفقت والا اور نرم تھا اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ اگر اگلی شفٹ پہ آنے والے کسی کارکن کو دیر بھی ہو جاتی تو شکایت نہ کرتے تھے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کی ڈیوٹی میں کچھ مزید وقت مجھے مل گیا اور ہر وقت ڈیوٹی کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔ بیمار ہوتے تب بھی ڈیوٹی سے جلد فارغ ہونے کی خواہش نہ کرتے بلکہ آخری بیماری میں بھی میں نے سنا ہے کہ اپنے بیٹے کو یہی کہا کہ اچھا، وقت کیا ہے؟ تو اس کا مطلب ہوا کہ آج کی ڈیوٹی تو پھر گئی۔ آج میں ڈیوٹی پر جا نہیں سکوں گا ۔ شدید بیماری میں بھی اس وقت ڈیوٹی کی فکر تھی۔

پھر یہاں ایک حمزہ رشید صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ بڑے پیار اور محبت کرنے والے اور حوصلہ افزائی کرنے والے نیک بزرگ تھے۔ خدام کے لیے ایک نمونہ تھے۔ بڑی جانفشانی سے، محنت سے اور لگن کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھاتے تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ خدام کو ہمیشہ توجہ دلاتے کہ تم لوگوں نے محبت کرتے ہوئے خلیفہ وقت کی ڈیوٹی سرانجام دینی ہے اور اس بات کو اپنی تمام دوسری چیزوں پر مقدم کرنا ہے۔

سید طٰہٰ نور صاحب مربی سلسلہ انڈونیشیا ہیں ۔کہتے ہیں جب بھی مجھے ملے انڈونیشیا کا ذکر کیا کرتے تھے اور اس زمانے کی باتوں کا ذکر کرتے تھے جب وہ 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ انڈونیشیا گئے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ یہاں مسجد میں آئے ہوئے تھے اور وہاں کپڑے دھونے کا انتظام نہیں تھا تو ہم نے انہیں کہا کہ ہمیں دیں ہم باہر سے دھلوا لیں لیکن آپ نے اور آپ کے جو دوسرے ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ ہم کپڑے تو خود دھوتے ہیں ۔ کہنے لگے کہ ہم تو نوکر لوگ ہیں ہمارا یہ مقام نہیں ہے کہ دوسرے لوگ ہمارے کپڑے دھوئیں اور بڑی کوشش کے بعد بھی انہوں نے اپنے کپڑے نہیں دیے۔ اب یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی معمولی باتیں ہیں لیکن ایک وقفِ زندگی کی اصولی روح کا ان باتوں سے پتا چلتا ہے کہ ایک واقفِ زندگی کو کس طرح کا ہونا چاہیے اور نوجوانوں کو بھی اس سے سبق ملتا ہے۔

عدنان ظفر صاحب سابق مہتمم مقامی یوکے ہیں۔ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ ڈیوٹی دینے کی طرف خاص طور پہ ہمیں توجہ دلاتے رہتے تھے اور باقی باتیں تو لکھیں ڈیوٹی کے دوران کھانے پینے کا خیال رکھنے والی باتیں اور چیزیں بھی لکھیں۔ اس کے علاوہ جو خاص چیز انہوں نے لکھی وہ لکھتے ہیں کہ مجھے خلافت کے آداب انہوں نے سکھائے۔ خلافت سے مضبوط تعلق کے گر سمجھائے۔ انتہائی دور اندیش شخصیت تھی۔ جب بھی کسی معاملہ میں مشورہ مانگا ہمیشہ فائدہ ہوا۔

اطہراحمد صاحب حفاظتِ خاص کے کارکن ہیں یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں نے نو سال ڈیوٹی کی۔ 11ء سے لے کر 20ء تک عمومی میں تھا ۔ اس کی ڈیوٹی کی۔ پھر حفاظتِ خاص میں شامل ہوا تو انہوں نے ناصر سعید صاحب سے پوچھا کہ آپ نے اڑتالیس سال، تین خلافتوں کے ساتھ ڈیوٹی کی ہے مجھے کوئی نصیحت کریں تا کہ میں بھی آپ کی طرح ڈیوٹی کر سکوں تو انہوں نے کہا کہ یہاں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنا اور زبان بند رکھنا اور اس کے ساتھ دعا کرتے رہنا۔ یہ نصیحت جو ہے اس پر عمل کرنا عمومی طور پر ہر واقفِ زندگی کے لیے ضروری ہے، بلکہ ہر کارکن اور جماعتی خدمت گزار کے لیے ضروری ہے، ہر عہدیدار کے لیے ضروری ہے۔ یہ بڑی پتے کی بات ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ڈیوٹی کر کے، ان کو لوگ لالہ جی کہتے تھے کہ لالہ جی کے ساتھ ڈیوٹی کر کے پتا چلا کہ جب کسی افسر کی طرف سے حکم آئے تو جو بھی حکم آتا ہے اس کو ویسے ہی کرنا ہے۔ اس پر اس طرح عمل درآمد کرتے اور کرواتے تھے کہ وہ اسی طرح کرنا ہے اور اس حکم کے اندر سے اپنے مطلب نہیں نکالتے تھے کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے، ویسے ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں جتنا ان کو کہا جاتا اور جیسے کہا جاتا بالکل ویسے کرتے تھے اور ہم لوگوں سے بھی ویسے ہی کرواتے تھے اور اگر یہ کہا جاتا کہ فلاں شفٹ انچارج تو اس طرح کرتے ہیں تو کہتے مجھے نہیں پتا وہ کیا کرتے ہیں۔ مجھے تو جیسے حکم ملا میں نے ویسے ہی کرنا ہے اور پھر یہ دعا کے لیے بھی خاص طور پر کہا کرتے تھے کہ جب تک ہوں اللہ تعالیٰ چلتا پھرتا رکھے اور جب وقت آئے تو چلتا پھرتا ہی لے جائے، کسی کا محتاج نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی اہلیہ کو بھی صحت والی زندگی عطا فرمائے اور صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے۔ ان کے بیٹے کو بھی جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا تھا بلکہ ان کی نسل کو بھی اولاد کو بھی خلافت اور جماعت سے وفا کے ساتھ جوڑے رکھے۔

میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ جماعت کی خدمت کے لیے ربوہ میں آئے تھے۔ یقیناً سب لکھنے والوں نے جو بھی لکھا ہے بڑی حقیقت ہے۔ بڑے بے لوث ہو کر خدمت کرنے والے تھے اور کامل اطاعت کرنے والے تھے۔ ان کی وفات ایسے حالات میں ہوئی ہے جب جنازے میں زیادہ لوگ شامل نہیں ہو سکتے۔ کچھ عرصے سے یہ دل کے مریض تھے۔ اینجیوپلاسٹی بھی ہوئی ہوئی تھی۔ چند دن پہلے بیمار ہوئے، ہسپتال بھی گئے۔ بلکہ جب ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں اور ہسپتال میں ہی تھے۔ ڈاکٹروں نے داخل کر لیا اور کہا کہ یہ شدید دل کا حملہ ہوا ہے۔ پھر بعد میں انہوں نے کہا کہ جو وائرس ہے اس کا بھی حملہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ پہلے کسی سے لیا یا ہسپتال میں جو آج کل کے حالات ہیں وہاں جا کر یہ لیا لیکن بہرحال چند دن ہسپتال میں زیرِ علاج رہے اور وہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہاں جو قانونی پابندیاں ہیں اس وجہ سے جنازہ بھی یہاں نہیں لایا جا سکتا اور چند قریبی افراد کے علاوہ جنازہ میں جمع بھی نہیں ہو سکتے اور پھر جنازے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ان کا جو funeral home یا قبرستان ہے اسی میں ہی جنازہ ہو گا۔ اس لیے آج کل جو حالات ہیں اس وجہ سے میں بھی بہرحال ان کا جنازہ غائب ان شاء اللہ بعد میں کسی وقت پڑھاؤں گا ۔

بے شمار لکھنے والوں نے جیسا کہ میں نے کہا ان کی خوبیاں لکھی ہیں اور جو بھی لکھی ہیں واقعی حق لکھا ہے۔ یہی خوبیاں ان میں موجود تھیں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اپنی خدمت کو، اپنے عہد کو وفا سے نبھاتے ہوئے یہ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ ہر عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا اس کو پورا کیا۔ ان کی زندگی میں ہمیں یہی نظر آتا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان میں شامل فرمائے اور وہ تمام احمدی جن کی اس بیماری کی وجہ سے وفات ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان سے بھی رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ہر ایک سے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس کے ساتھ کیا ہے ہماری تو یہی دعا ہے کہ ہر ایک جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت حاصل کرنے والا ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم مئی 2020ء)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

بھی اُن کی خواہش پوری فرمائی اور قادیان کی زیارت اُنہیں نصیب ہوئی۔ طبیعت میں بہت عاجزی اور انکساری تھی۔ مرحوم بہت ہی پختہ ارادے والے اور وفا کے ساتھ اپنا وقف نبھانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ۔ ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور خود ہی ان کا کفیل بھی ہو۔

حضور انور نے فرمایا : دوسرے مرحوم جن کا میں نے ذکر کرنا ہے وہ ہیں ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین اسلام آباد پاکستان کے جو 18۔اپریل کو وفات پا گئے تھے ۔وفات سے کوئی ہفتہ عشرہ قبل ان کو کورونا وائرس کی علامات ظاہر ہوئیں۔مرحوم کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔سب شادی شدہ ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ پیر محمد نقی الدین کے ددھیال اور ننھیال سب صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت صوفی احمد جان صاحب سے ملتا ہے ۔ آپ کے دادا حضرت پیر مظہر الحقؓ اور نانا حضرت ماسٹر نذیر حسینؓ دونوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکابر صحابہؓ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی والدہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی پوتی تھیں۔ ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین 1946ء میں پیدا ہوئے،اس طرح تقریباً 74 سال ان کی عمر ہوئی۔ آپ خاندان کے ہمراہ قادیان سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آئے پھرمیلسی ضلع وہاڑی میں آباد ہوئے۔ 1970ء میں نشتر میڈیکل کالج سے ایم۔بی۔بی۔ایس کیا۔ 1975ء- 76ء میں اسلام آباد شفٹ ہوئے پھریہاں کے سرکاری ہسپتال پولی کلینک میں جاب ملی۔ کافی عرصہ یہاں خدمات بجا لانے کے بعد ملازمت چھوڑ کر ایران چلے گئے۔دو تین سال تک وہاں کام کیا پھر واپس پاکستان آئے یہاں اپنا کلینک کھولا اسلام آباد میں اور گزشتہ پچیس تیس سال سے اپنا کلینک چلا رہے تھے ۔

فرمایا : ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین گزشتہ بارہ سال سے زائد عرصہ سے جماعت احمدیہ اسلام آباد میں قاضی کے منصب پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ انتہائی خوش اخلاق ، ملنسار، پیار کرنے والے، شفیق، غریب پرور اور ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرے سے ملتے۔ ڈاکٹر کی حیثیت سے دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ جماعت کے غرباء اور نادار مریضوں کے لئے آپ کا کلینک ہمیشہ کھلا رہتا اور آپ اکثر بلامعاوضہ سب کو فیضیاب فرماتے۔ صرف جماعت کے ہی نہیں باقی غیروں کے لئے بھی ان کا دل اور کلینک ہمیشہ کھلا رہتا تھا نافع الناس وجود تھے۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا اور اس میں غیر از جماعت لوگوں کی بھاری تعداد شامل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت بیان بھی ودیعت فرمائی تھی چنانچہ غیر از جماعت دوستوں کو پیغام حق پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے ۔ ان حالات میں بھی اللہ کے فضل سے پیغام پہنچاتے تھے۔ ڈاکٹر نقی الدین فرماتے تھے کہ میں اپنے زیر علاج مریضوں کے لئے نہ صرف یہ کہ سستا علاج کرتا ہوں اُن کے ساتھ خوش اخلاق سے پیش آتا ہوں بلکہ بلاناغہ ہر روز دو نفل نماز پڑھتا ہوں دو نفل اداکرتا ہوں اور ان کے لئے دُعا بھی کرتا ہوں۔فرمایا: یہ ہے وہ طریق جو ہر ڈاکٹر کو ہر طبیب کو ہمارے اپنا چاہئے صرف اپنے پیشے کی مہارت پر ہی اعتماد اور صرف دوائیوں پر یقین نہ ہو بلکہ جہاں علاج کے ساتھ مریض کے ساتھ خوش اخلاق سے پیش آئیں وہاں اُن کے لئے دُعا بھی ضرور کیا کریں اور اگر نفل پڑھیں یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

فرمایا : ایک انتہائی فرمانبردار بیٹے، مثالی شوہر، شفیق اور محبت کرنے والے باپ اور بہن بھائیوں اور دوستوں کا بہت خیال رکھنے والے نافع الناس وجود تھے ۔ زندہ خدا سے بہت گہرا تعلق تھا بے حد دُعاگو تھے۔غریب کے ہمدرد، بے نفس، انتہائی نفیس اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا اور رسول کے احکامات کو سامنے رکھتے۔ حضرت صوفی احمد جان کے خاندان سے تعلق کو نہ صرف اپنے لئے باعث عزت گردانتے تھے بلکہ باقی خاندان کے افراد کو بھی تلقین کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے صرف کسی بزرگ کے خاندان کا ہونا تو کوئی کمال نہیں ہے اس لئے اصل چیز یہ ہے کہ تمہارا اپنا تعلق ہو۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا اور بڑے احسن رنگ میں قرآن کریم سے دلیلیں دے کر دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔جلسہ سالانہ پر غیر از جماعت احباب کو خصوصاً گھر پر مدعو کرتے تھے اور پھر پُر تکلف کھانوں سے اُن کی تواضع بھی کرتے جلسہ ان کو سنواتے اور یوں تبلیغ کا سلسلہ بھی کھل جاتا۔ پیشے کے لحاظ سے ہزاروں کی مسیحائی کرتے، ہزاروں کا مفت علاج کرتے اور کفالت کرتے، مریضوں سے اتنی کم فیس لیتے کہ زیادہ تر غریب ہی آپ کے مریض تھے۔ پھر خلافت سے اس قدر محبت تھی کہ جیسے ہی ایم۔ٹی۔اے پر ایک گھنٹے کا خطبہ آنا شروع ہوا تو گھر پر ڈش کا انتظام کیا فوری طور پر تا کہ ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کے لئے لوگ ہمارے گھر آئیں اور خلافت سے اس محبت کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو اختتامی خطاب ہوتا ہے وہ بھی کئی غیر احمدیوں کو بُلا کر سنواتے۔ ساری بیعت کی کارروائی دکھاتے جلسے کی کارروائی دکھانے کے ساتھ ساتھ کھانے کا بھی اچھا انتظام ہوتا اور کہتے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔ عبادات ،قرآن، دینی علوم اور اخلاقیات ہی محض ان کے پسندیدہ موضوعات ہوتے تھے۔ بدعات کے خلاف ایک ایسی چٹان تھے جس کو کوئی ہلا نہیں سکتا تھا۔ شادی وغیرہ کے موقع پر بدرسومات کو سختی سے روکا انہوں نے۔

فرمایا : غریبوں کا بہت درد رکھتے تھے بہت سارے خاندانوں کا ماہانہ راشن اور بچوں کی تعلیم، ادویات اور علاج کی ذمہ داری لے رکھی تھی روزانہ پچاس فیصد سے زیادہ مریضوں کو مفت دیکھتے تھے۔ ان کا پابندی نماز کی عادت پڑنے کا واقعہ دلچسپ ہے۔ کہتے ہیں جب والدہ نے پوچھا کہ نماز پڑھ لی ہے سو گئے تھے انہوں نے کہہ دیا سوئے سوئے بچے تھے کہ ہاں پڑھ لی ہے۔ کہتے ہیں کہ آدھی رات کو والدہ نے آ کر اُٹھایا اور وہ رو رہی تھیں کہ تم نے مجھ سے نماز کے بارے میں جھوٹ بولا ہے کہ تم نے پڑھ لی ہے۔ خدا تعالیٰ نے کشفاً بتا دیا تھا ۔ کہتے ہیں اس دن کے بعد سے ہم نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ فرمایا: تو یہ تھا اور یہ ہونا چاہئے احمدی ماؤں کا بھی مقام ،فکر تھی بچوں کی تربیت کی ،نمازوں کی اور اس کے لئے دُعا کرتی تھیں ۔ اکثر باتوں کا حوالہ قرآن کریم سے ہی پیش کیا کرتے تھے۔ کہاکرتے تھے کہ اگر خدا سے زندہ تعلق پیدا نہ ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا نہیں ہوتا کیونکہ حضور علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہی خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنا تھا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا : اگلا ذکر ہے مکرم غلام مصطفیٰ کا جو یہاں لندن میں رہتے تھے پھر یہاں ٹلفورڈ میں آ گئے۔ رضاکار کارکن تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے یہاں یو۔کے میں۔ ان کی 25۔ اپریل کو وفات ہوئی ہے 69 سال کی عمر میں۔ 1983ء میں خلافت ثالثہ کے دور میں اُنہوں نے بیعت کی تھی اور 1986ء میں یہ لندن آئے اور مسجد میں ٹھہرے اور آتے ہی وقف کی درخواست کی۔ کیونکہ تعلیم ان کی بہت معمولی تھی اور اس وجہ سے شاید وقف تو منظور نہیں ہوا لیکن ایک واقف زندگی کی طرح یہ کام کرتے رہے پہلے تو کچن میں پھر دفتر میں۔ ایک واقف زندگی کی طرح اُنہوں نے کام کیا اور کہا کرتے تھے کہ وقف تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو واقف زندگی سمجھتا ہوں۔ تو بہرحال بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے اپنا یہ عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا واقف زندگی کا اس کو پورا کیا، چاہے باقاعدہ وقف میں تھے یا نہیں تھے۔پھر حفاظت خاص میں بھی کچھ عرصہ ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پی۔ایس آفس میں انہیں ڈیوٹی دی اور اس وقت سے لے کر اب تک بڑی خوش اسلوبی سے یہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

فرمایا : ان کا ہر قدم خدا تعالیٰ کے لئے ہوتا تھا۔ بےشمار اوصاف کے مالک تھے ایک مخلص شوہر، باپ، بھائی اور دوست تھے۔ اپنے رشتوں کو نبھانے والے، بہت دُور اندیش، ہر ایک کے کام آنے والے، بے لوث خدمت کرنے والے، بہادر اور نڈر انسان تھے۔ خلافت پر مر مٹنے والے وجود تھے۔ مالی قربانی کا بہت شوق تھا۔اپنی ذات پر وہ کنجوسی کی حد تک خرچ کرتے تھے لیکن دوسروں پر خرچ کرنے سے پہلے کبھی سوچتے بھی نہیں تھے۔ ہمیشہ جہاں دین کو فوقیت دی وہاں ایک سچے مؤمن کی طرح دین اور دنیا دونوں کمائی۔مصطفیٰ صاحب اپنی فیملی میں کیلے احمدی تھے جب انہوں نے بیعت کی تو اپنے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ اپنے والد کی وراثت سے کچھ نہیں لینا اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر تیرا مسیح سچا ہے اور میں نے سچا سمجھ کے بیعت کی ہے مجھے اپنی جناب سے دینا اور کسی کا محتاج نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمائی اور ثابت کر دیا کہ تم نے جو قدم اُٹھایا ہے بیعت کا وہ حقیقتاً سچ ہے ۔ اپنے گاؤں میں انہوں نے بڑی مسجد بنوائی کہ کبھی نہ کبھی تو یہ لوگ احمدی ہوں گے اور اس کے علاوہ اپنے رشتہ داروں کی بہن بھائیوں کی خود مدد کرتے رہے مختلف طریقوں سے۔ ان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے قائم کردہ نظام خلافت سے محبت کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ پر کامل درجہ توکل تھا ۔اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی برابر تعلیم و تربیت کا فرض بخوبی نبھایا اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اولاد سے محبت کے باوجود کبھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پیچھے نہیں چھوڑا۔ عید ہو یا بیٹی کی شادی ہو یا کوئی اور کام ہو انہوں نے کبھی نماز کو نہیں چھوڑا۔ خدا پر توکل تھا وہ جانتے تھے کوئی کام پیچھے نہیں رہے گا لیکن اگر فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ عبادت کی کمی کی وجہ سے کوئی خدا کی ناراضگی نہ آ جائے۔

مصطفیٰ صاحب نے اپنی بیوی کے رحمی رشتوں کو بڑے خلوص سے نبھایا ۔ ساری زندگی خدا تعالیٰ کی عبادت اور خلافت کے قدموں میں خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔ بہت مہمان نواز تھے۔ عام دنوں میں تقریباً ہر روز کسی نہ کسی کو بطور مہمان گھر لے آتے تھے اور جلسے کے دنوں میں تو چوبیس گھنٹے مہمانوں کی آمد و رفت رہتی ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کو تو آپ خاص طور پر بہت فوقیت دیتے تھے ہر وقت کہتے تھے میرے دروازے کھلے ہیں ۔ اپنے باقی دنیاوی کاموں اور کاروبار کو اس طرح manage کر رکھا تھا کہ نماز کے وقت میں بھی رکاوٹ نہ بنیں۔ کاموں کو چھوڑ کر مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا : اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ جو وفا انہوں نے خداتعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ کی ہے اور جس طرح اپنے عہد بیعت نبھانے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر ان سے پیار کا سلوک فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ فرمایا تھا یہ لوگ شہداء میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ان کی نیکیاں اپنانے اور جاری رکھنے کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

فرخ شاد

دوسرا عشرہ مغفرت اوراس میں بخشش طلب کرنے کی دعائیں

قرآنی دعائیں

- رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (آل عمران:148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

- اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدۃ:119)

اگر تُو انہیں عذاب دے تو آخر یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو یقیناً تُو کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

- رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (الاعراف:24)

اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم:42)

اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:110)

اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:119)

اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ (القصص:17)

اے میرے ربّ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ (ص:36)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ جچے۔

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:11)

اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے اے ہمارے ربّ! یقینا تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتاہے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا (نوح:29)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا۔

آنحضور ﷺ کی دعائیں

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (ابوداؤد)

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے۔چھوٹے بڑے ،پہلے اور پچھلے،ظاہر اورپوشیدہ(سب گناہ معاف کردے)۔

- لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ (ابوداؤد)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں توپاک ہے۔اے اللہ !میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتاہوں ۔

- لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ (بخاری)

اے اللہ!تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔پس تومجھے اپنے حضور سے خاص بخشش عطافرما۔

- سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ (بخاری)

یعنی پاک ہےتواے ہمارے رب!اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخشش دے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ (مستدرک)

اے اللہ!میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتاہوں جو ہر چیزپر حاوی ہے۔کہ تومیرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰهُمَّ عِنْدَ اِسْتِقْبَالِ لَيْلِكَ وَاِدْبَارِ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتِ دُعَاءِكَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ (ترمذی)

اے اللہ!تیری رات کی آمد اوردن کی واپسی اورتیرے بلانے والوں کی آوازوں کےوقت اورتیری نماز کے اوقات میں میں تجھ سے التجا کرتاہوں کہ تومجھے بخش دے۔

- فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری)

پس تومجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والانہیں۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ (ابو داؤد)

اے اللہ!میرے گناہ بخش دے۔

- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اِسْتَغْفَرُوْا (مسند احمد)

اے اللہ!مجھےان لوگوں میں سے بناجو نیکی کریں توخوش ہوں اورجب بُرائی کریں توبخشش چاہیں۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ (ترمذی)

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اورمیراگھر میرے لئے وسیع کردےاورجو کچھ تو مجھے رزق عطاکرےاس میں میرے لئے برکت ڈال دے۔

- وَاغْفِرْ خَطِيْئَتِيْ وَاَسْاَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ (مستدرک)

میرے گناہ بخش دےاورمیں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتاہوں۔

- وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا (ابوداؤد)

ہمارے گناہ اورخطائیں معاف کر۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر (بخاری)

اے میرے رب!میری خطا اورنادانی اورمیرے تمام معاملات میں میری زیادتیاں اوروہ تمام معاملات جو مجھ سے زیادہ تیرے علم میں ہیں وہ سب مجھے معاف کر دے۔اے اللہ! میرے گناہ میری دانستہ یا نا دانستہ خطائیں اورغیر سنجیدہ مذاق یہ سب میری کوتاہیاں معاف کردے۔اے اللہ!میرے پہلے اورپچھلے،مخفی وظاہری گناہ بخش دے۔توہی آگے کرنےوالااورتوہی پیچھے ہٹانے والااورتوہی ہر چیز پر قادر ہے۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى (بخاری)

اے اللہ!مجھے بخش دے۔مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلی دوست (یعنی اپنی ذات)سے ملادے۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا (ابن ماجہ)

اے اللہ! ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم کر۔ ہم سے راضی ہواورہماری (دعائیں اور عبادتیں)قبول کر۔

- اس کے علاوہ مسجد میں داخل ہوتے اورنکلتے وقت کی دعا،نماز میں حالت رکوع اورسجدہ کی دعا،دعائے قنوت،خطبہ جمعہ، نماز جنازہ اورلیلۃ القدر کی دعامیں بھی مغفرت طلب کی گئی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

- ’’ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اورنفس غالب ہیں توہم کو معاف فرمااورآخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔‘‘ (البدر)

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ

اے میرے رب !مغفرت فرمااورآسمان سے رحم نازل فرما۔

- رَبِّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ

اے ہمارے رب !ہمارے گناہ ہمیں بخش دےہم یقیناً خطاکارہیں۔

- رَبِّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَصَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ وَتَوَفَّنَا فِيْ اُمَّةٍ وَّاَتْبِعْنَا فِيْ اُمَّةٍ وَّاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّ لِاُمَّةٍ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا فِيْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ (مکتوبات احمدیہ)

اے ہمارے رب !ہمیں اورہمارے ان مومن بھائیوں کوبخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اوراپنے نبی اورحبیب محمدؐاورآپؐ کی اٰل پر رحمتیں بھیج اورہمیں امتی ہونے کی حالت میں موت دےاوراے ہمارے رب !ہم ایمان لائےپس ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔

- يَا اَحَبَّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِكَ الْمُخْلِصِيْنَ (مکتوبات احمدیہ)

اے ہر پیارے سے زیادہ پیاری ہستی !مجھے میرے گناہ بخش دےاورمجھے اپنے مخلص بندوں میں داخل کرلے۔

- ’’اے میرے محسن اورمیرے خدا!میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیت اورپُر غفلت ہوں۔تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اورانعام پر انعام کیااورگناہ پر گناہ دیکھا اوراحسان پر احسان کیا ۔تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اوراپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔سو اب بھی مجھ نالائق اورپُرگناہ پر رحم کر اور میری بےباکی اور ناسپاسی کو معاف فرمااورمجھ کومیرے اِس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں ۔آمین ثم آمین‘‘

(مکتوبات احمدیہ۔جلد 5نمبر 2 صفحہ 3)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم اے۔آر بھٹی لکھتے ہیں۔

خاکسار آپ کی راہنمائی سے روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی تحریرات سے خدا کے فضل سے بھرپور فائدہ اُٹھا رہا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے۔آمین

رمضان المبارک آہستہ آہستہ گُزر رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکتوں سے فیض یاب کرے۔آمین

خداتعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

حافظ مظفر احمد

قسط:5

قرآن کریم کی روحانی اور مادی تاثیرات

سورۂ مریم کی آیات کی تاثیر

ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی جس میں یہ آیت ہے اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتُ الرَّحۡمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا (مریم:59) یعنی جب ان پر رحمان کی آیات تلاوت کی جاتی تھیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گرجاتے تھے۔اس آیت پر سجدۂ تلاوت کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ سجدہ تو ہوگیا لیکن وہ رونا کہاں ہے؟ (جس کا اس آیت میں ذکر ہے) (شعب الایمان جلد2ص364) یعنی انہوں نے تلاوت قرآن پر رقت پیدا نہ ہونے پر تعجب کیا۔

حضرت ابن عباسؓ کے متعلق روایت ہے کہ جب سورۂ مریم کی اس آیت کریمہ پر پہنچے تو رو پڑے فَلَا تَعۡجَلۡ عَلَیۡھِمۡ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمۡ عَدًّا (مریم:85) پس تو ان کے بارہ میں جلدی نہ کر۔ہم ان کا لمحہ لمحہ شمار کررہے ہیں اور پھر اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہنے لگے۔ایک آخری گنتی تمہاری جان کا نکلنا ہوگا اور دوسرا آخری شمار تمہاری اپنے گھروالوں سے جدائی ہے اور ایک اور آخری شمار تمہارا قبر میں داخل ہونا ہے۔ (تفسیر الالوسی جلد12ص64)

بکر بن عبداللہ المزنی بیان کرتے ہیں کہ جب سورۂ مریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُھَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا (مریم:72) اور تم (ظالموں) میں سے کوئی (بھی) نہیں مگر وہ ضرور اس (جہنم) پر اترنے والا ہے ۔ یہ تیرے رب پر ایک طے شدہ فیصلہ کے طور پر فرض ہے۔

تو صحابئ رسولؐ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ گھر چلے گئے اور رونا شروع کردیا ۔ آپ کی اہلیہ نے دیکھا تو وہ بھی رونے لگی۔ خادم آیا تو وہ بھی رونے لگا۔بعدازاں دیگر اہلِ خانہ (یہ رونا سن کر) آئے اور سب کے سب رونے لگ گئے۔جب ان کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پوچھا تم لوگ کیوں روئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو آپ کو روتا دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت عبداللہؓ نے بتایا کہ (آج) رسول کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ تم میں سے ہر ایک جہنم میں اُترنے والا ہے اور میں تو اس خوف کے مارے رو رہا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ میں نہ ڈال دے ۔

(سیر اعلام النبلاء جلد1ص237)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بعد میں غزوۂ موتہ میں امیر بناکر بھجوائے گئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے اس منکسر المزاج بندے کو شہادت کے بلند مرتبہ اور حیاتِ ابدی سے نوازا۔

سورۃالفرقان کی آیت کا اثر

حضرت ابو وائلؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم بھی تھے۔ہم ایک لوہار کے پاس آئے تو حضرت عبداللہؓ وہاں رُک کر آگ میں پڑا لوہے کا ٹکڑا دیکھنے لگے۔ ربیع نے بھی دیکھا ، قریب تھا کہ وہ یہ دیکھ کر گر جاتے ۔پھر حضرت عبداللہؓ وہاں سے روانہ ہوئے تو فرات کے کنارے ایک تنور پر آئے۔حضرت عبداللہؓ نے تنور میں آگ کو بھڑکتے دیکھا تو اُنہوں نے سورۃ الفرقان کی یہ آیت پڑھی اِذَا رَاَتۡھُمۡ مِّنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ سَمِعُوۡا لَھَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیۡرًا (الفرقان:13) یعنی جب وہ (جہنم) اُنہیں ابھی دُور کے مقام پر ہی دیکھے گی تو وہ اُس کی غیظ سے کھولتی ہوئی آواز اور چیخیں سنیں گے۔

یہ سن کر ربیع بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ہم نے اُنہیں اُٹھایا اور اُن کے گھر لے آئے۔مغرب کے بعد پتہ کیا تو بھی وہ بے ہوش تھے۔اُس کے بعد کہیں جاکر انہیں افاقہ ہوا تو حضرت عبداللہؓ واپس اپنے گھر لوٹے۔

سورۃ الشعراء کی آیت کا اثر

مشہور تابعی صفوانؒ بن محرز کے متعلق روایت ہے کہ جب بھی وہ سورۃ الشعراء کی یہ آیت تلاوت کرتے تو اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ (الشعراء:228) اور وہ جنہوں نے ظلم کیا عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس لوٹنے کے مقام پر لوٹ جائیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد6ص176)

سردار قریش عتبہ اور سورۂ حٰم السجدہ کی آیات

قریش مکہ نے ایک دفعہ اپنے ایک سردار عتبہ کو نمائندہ بناکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ اُس نے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کیوں کہتے اور ہمارے آباء کو گمراہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ آپ کی جو بھی خواہش ہے ہم پوری کئے دیتے ہیں۔مگر آپ ان باتوں سے باز آجائیں۔ حضور ﷺ تحمل اور خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ اپنی بات کر چکا تو آپؐ نے سورۂ حٰم فُصِّلَتۡ کی چند آیات تلاوت کیں حٰمٓ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ۔

(حٰم السجدۃ:1تا4)

یعنی صاحبِ حمد، صاحبِ مجد۔اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے۔یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کربیان کردی گئی ہیں۔ایک ایسے قرآن میں جو نہایت فصیح وبلیغ ہے۔اُن لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں

....

تلاوت کرتے ہوئے جب آپ سورۂ حٰم السجدۃ کی اس آیت پر پہنچے فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ یعنی تو اُنہیں کہہ دے کہ میں تمہیں عاد وثمود جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں تو مشرک سردار عتبہ نے آپ کو مزید تلاوت سے روک دیا کہ اب بس کریں اور خوف کے مارے اُٹھ کر چل دیا۔اُس نے قریش کو جاکر کہا تمہیں پتہ ہے کہ محمد جب کوئی بات کہتا ہے تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر وہ عذاب نہ آجائے جس سے وہ ڈراتا ہے۔ تمام سردار یہ سن کر سناٹے میں آگئے۔

(ابن ہشام جلد1ص292۔السیرۃ الحلبیۃ جلد1ص303)

سورۃ الزخرف کی آیت کی تاثیر

حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق آتا ہے کہ مکہ کا ایک شخص مسجد الحرام میں عشاء کی نماز کی ادائیگی کیلئے آیا تو اُس نے وہاں سفیان کو دیکھا جو بار بار سورۃ الزخرف کی ایک ہی آیت کے اس پہلے حصہ کی تلاوت کرکے روتے جاتے تھے ۔اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّھُمۡ وَ نَجۡوٰھُمۡ (الزخرف:81) یعنی کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اُن کے راز اور مخفی مشورہ کو نہیں سنتے؟

کافی دیر ٹھہرنے کے بعد (کہ شاید ابھی تلاوت ختم ہوجائے) وہ شخص وہاں میں سے چلا گیا اور جب صبح کی نماز کیلئے دوبارہ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سفیان ابھی تک اسی آیت کی تلاوت کررہے اور مسلسل روتے جارہے ہیں۔یہاں تک کہ اُس شخص نے کہا اب تو فجر کی نماز کا وقت آپہنچا ہے۔تب اُنہوں نے اس آیت کا دوسرا حصہ پڑھ کر تلاوت مکمل کی بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیۡھِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ یعنی کیوں نہیں ! ہمارے ایلچی ان کے پاس ہی لکھ بھی رہے ہوتے ہیں۔راوی کہتا ہے میں بھی ان کے ہمراہ وہیں رک گیا ۔اور ان کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ (اخبار مکہ للفاکہی جلد2ص163)

سورۃ الجاثیہ کی آیات کی تاثیر

صحابئ رسولؐ حضرت تمیم داریؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ سورۃ الجاثیہ کی یہ آیت تلاوت کرتے تو رو پڑتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَھُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحۡیَاھُمۡ وَ مَمَاتُھُمۡ ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ (الجاثیہ:22) کیا وہ لوگ جو طرح طرح کے گناہ کماتے ہیں انہوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کی طرح بنادیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے (گویا کہ) ان کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہوگا؟ بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلے کرتے ہیں۔

(مختصر قیام اللیل جلد1ص215)

اسی طرح عبدالرحمان بن عجلان کہتے ہیں کہ مجھے ربیع بن خثیم کے ہاں ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔ وہ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے جب سورۂ جاثیہ کی اس آیت پر پہنچے اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَھُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحۡیَاھُمۡ وَ مَمَاتُھُمۡ ؕ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ (الجاثیہ:22) کیا وہ لوگ جو طرح طرح کے گناہ کماتے ہیں اُنہوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم اُنہیں ان لوگوں کی طرح بنادیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے (گویا کہ) ان کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہوگا؟ بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

وہ اس آیت پر ٹھہر کر مسلسل اس کی تلاوت کرتے رہے ۔یہاں تک کہ روتے روتے صبح کردی اور اس آیت سے آگے نہ جاسکے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد2ص112)

سورۂ محمدؐ کی آیت کا اثر

حضرت فضیل بن عیاضؒ جب سورۂ محمدؐ کی یہ آیت پڑھتے تو رو پڑتے۔ وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ حَتّٰی نَعۡلَمَ الۡمُجٰھِدِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَ الصّٰبِرِیۡنَ ۙ وَ نَبۡلُوَا۠ اَخۡبَارَکُمۡ (محمد:32) اور ہم لازماً تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے جہاد کرنیوالے اور صبر کرنے والے کو ممتاز کردیں اور تمہارے احوال کو پرکھ لیں۔

اور پھر یہ دُعا کرتے اَللّٰھُمَّ لَا تَبۡتَلِیۡنَا فَاِنَّکَ اِذَا بَلَوۡتَنَا فَضَحۡتَنَا وَھَتَکۡتَ اَسۡتَارَنَا۔یعنی اے اللہ! ہمیں آزمائش میں نہ ڈالنا کیونکہ اگر تو ہمیں آزمائے گا تو ہم رُسوا ہوکر رہ جائیں گے اور ہمارے پردے چاک ہوجائیں گے۔ (تفسیر قرطبی جلد16ص254)

سورۃ الحجرات کی آیت کی تاثیر

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب سورۃ الحجرات کی یہ آیت نازل ہوئی۔یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡھَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَھۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (الحجرات:3) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُونچی نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اُونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اُونچی بات نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ثابتؓ بن قیس (جن کی آواز طبعاً اُونچی تھی) اس خوف سے اپنے گھر میں بیٹھ رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے سے میرے عمل تو ضائع ہوگئے۔آنحضور ﷺ نے اُنہیں غائب پاکر حضرت سعدؓ بن معاذ سے پوچھا ثابت کا کیا حال ہے کیا وہ بیمار ہے؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ وہ میرے ہمسائے ہیں اور اُن کے بیمار ہونے کی کوئی اطلاع نہیں، پھر وہ حضرت ثابتؓ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے احوال پوچھنے کا ذکر کیا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوچکی ہے کہ اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور تم جانتے ہو کہ میری آواز رسول اللہ ﷺ کے سامنے تم سب سے زیادہ بلند ہوتی ہے میرے تو عمل ضائع ہوگئے۔ حضرت سعدؓ نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوکر اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اسے بشارت دو کہ وہ تو جنّتی ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب مخافۃ المومن)

سورہ ق کی آیت کی تاثیر

حضرت عبداللہؓ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

ابن عباسؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ اور پھر واپس مکہ کا سفر کیا۔آپؓ کا طریق تھا کہ دو نوافل ادا کیا کرتے تھےاور جب آپ قیام کیلئے (کہیں)ٹھہرتے تو رات کے کسی حصہ میں قرآن کریم کا ایک ایک حرف خوش الحانی سے اورٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے جس میں آہ وبکا بھی شامل ہوتی۔خاص طور پر جب آپؓ یہ آیت تلاوت کرتے۔ وَ جَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنۡتَ مِنۡہُ تَحِیۡدُ (ق:20)اور جب موت کی برحق غشی آجائے گی۔یہ وہی ہے جس سے تو گریز کرتا رہا ۔

(البدایہ النھایہ جلد8ص334)

سورة الذاریات کی ایک آیت اورایک چور کا انجام بخیر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی درخواست پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کہانی5ستمبر1898 کو بعد نماز عصر سنائی کہ ایک بزرگ کہیں سفر میں جارہے تھے۔ ایک جنگل سے ان کا گزر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا جو ہر آنے جانے والے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔بزرگ موصوف نےایک آیت پڑھ کر فرمایا تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتیں پوری کردے گا۔چور کے دل پر اثر ہوا۔اُس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور اُن کی بات پر عمل کیا۔یہاں تک اُسے سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔وہ کھانے کھا کر برتنوں کو جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا۔اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اُس چور نے جواب بڑا نیک بخت اور متقی ہوگیا تھا۔اُس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے وہ آیت بتلائیں(جوآپ نے پڑھی تھی)۔تو بزرگ موصوف نے یہ آیات پڑھیں وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّکُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ (الذاریات:24,23)اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔پس آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم!یہ یقیناً اسی طرح سچ ہے جیسے تم(آپس میں)باتیں کرتے ہو۔ یہ پاک الفاظ سن کر اُس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اُس کے دل پر بیٹھ گئی پھر تڑپ اُٹھا اور اسی میں جان دے دی۔

(حیات احمد جلداول ص198)

سورة الطور کی آیات

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ بڑی جرأت اور حوصلہ والی خاتون تھیں۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں مگر قرآن پڑھتے ہوئے آپؓ پر بھی رقت طاری ہوجاتی تھی۔ان کے متعلق روایت آتی ہے کہ نماز میں آپؓ نے سورۃالطور کی اس آیت کی تلاوت کی تو رو پڑیں۔فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ (طور:28)پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جُھلسا دینے والی لپٹوں کے عذاب سے بچایا۔

پھر آپؓ نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ مُنَّ عَلَیۡنَا،وَقِنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ،اِنَّکَ اَنۡتَ الۡبَرُّ الرَّحِیۡمُ۔اے اللہ ہم پر اپنا احسان فرمااور ہمیں ہولناک عذاب سے بچا یقیناً تو بھلائی کرنے والا اوربہت رحم کرنے والا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد2ص25۔مختصر قیام اللیل جلد1ص209)

ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ میں اور مالک بن دینار ایک روز حسن بصری کے پاس گئے تو وہاں ایک شخص سورۃ الطور کی تلاوت کررہا تھا جب وہ ان آیات پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ (الطور:9،8)یعنی یقیناً تیرے ربّ کا عذاب واقع ہوکر رہنے والاہے۔کوئی اُسے ٹالنے والا نہیں۔ تو حسن اور آپ کے ہم جلیس رو پڑے اور مالک اتنے مضطرب ہوئے کہ ان پر تو غشی طاری ہوگئی۔

(تفسیر قرطبی جلد17ص62)

سورة النجم

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں جب سورۂ نجم پڑھی تو اس میں سجدہ کیا ۔ تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔اس جماعت میں سے ایک شخص نے ایک مٹھی کنکر یا مٹی کی لی اور اُسے اپنی پیشانی کی طرف اُٹھاکر کہا کہ مجھے یہی کافی ہے حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اُس شخص کو دیکھا کہ وہ حالت کفر میں مارا گیا۔

(بخاری کتاب سجود القرآن باب ماجاء فی سجود القرآن)

سورۃالواقعہ کی آیت کی تاثیر

حضرت عروہ بن رویمؒ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ الواقعہ کی یہ آیات نازل ہوئیں تو (جذبات سے مغلوب ہوکر)حضرت عمرؓ (جیسے جری انسان بھی)رو پڑے۔ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ (الواقعہ:41،40) یعنی پہلوں میں سے ایک بڑی جماعت ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت۔(جو جنتی ہونگے)

(تفسیر البغوی جلد8ص16)

سورۂ حدید کی آیت اورحضرت فضیل بن عیاض میں انقلاب

خواجہ فضیل بن عیاضؒ (متوفی: 187ہجری)ابتداءعمر میں چوروں ڈاکوؤں کے سرغنہ تھے ۔پھر ان کا شمار اولیاءکرام میں ہوا۔قرآن کی ایک آیت نے ان کے اندر انقلاب برپا کیا۔کہتے ہیں کہ بہت سے ڈاکو ہر وقت آپ کے پاس جمع رہتے تھے اور اکثر جنگل میں ڈیرے ڈالے پڑے رہتے تھے اور جب کوئی قافلہ ادھر سے گزرتا تھا تو اسے لوٹ لیا کرتے تھے ، آپؒ کے گروہ کے آدمی جب غارت گری کا مال آپؒ کے سامنے پیش کرتے تھے تو آپؒ حسب پسند کوئی چیز اپنے لئے رکھ کر باقی اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیتے تھے لیکن اس سرقہ بالجبر اور ڈکیتی کے باوجود آپؒ اور آپؒ کے گروہ کے لوگ اتنے پکے نمازی تھے کہ وقت پر سب لوگ نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے ۔ اور جو شخص نماز نہ پڑھتا اُسے اپنے گروہ سے خارج کردیتے تھے۔ایک روز ڈکیتی کے ارادہ سے کسی مسافر قافلہ کی جستجو میں نکلے کہ آپؒ کے قریب سے ایک قافلہ گزرا جس میں ایک شخص کلام پاک کی تلاوت کر رہا تھا اوراس کی زبان پر یہ آیت تھی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ (الحدید:17)کیا ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس حق (کے رعب) سے جو اترا ہے اُن کے دل پھٹ کر گرجائیں۔

یہ آیت سنتے ہی اُن کے دل پر سخت چوٹ لگی جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور کہنے لگے ،فضیل ! کب تک راہزنی کرتا رہے گا ؟ اب توبہ کا وقت آگیا ہے " آپؒ نے اسی وقت سچے دل سے توبہ کی اور مکہ معظمہ ہجرت فرمائی اور اولیا ءکبار سے فیض حاصل کر کے مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے اور مرجع خواص و عام بنے ۔

(تذکرۃ الاولیاء ص56)

سورۃالمزمل کی آیات کی تاثیر

ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورۂ مزمل کی جب یہ آیات تلاوت کیں تو حضرت عمرؓ جیسے بہادر انسان بھی خوف خدا سے رو نے لگے۔

اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ۙ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا (مزمل:13تا14)یقیناً ہمارے پاس عبرت کے کئی سامان ہیں اور جہنم بھی ہےاور گلے میں پھنس جانے والا ایک کھانا ہے اور دردناک عذاب بھی۔

(مختصر قیام اللیل جلد1ص212)

سورة المرسلات کی آیات کی تاثیر

حضرت امام شافعیؒ کے متعلق روایت ہے کہ جب اُن کے سامنے سورۃالمرسلات کی ان آیات کی تلاوت کی گئی تو ان کے چہرہ کارنگ اُڑ گیااور وہ بہت روئے۔یہاں تک کہ وہ زمین بوس ہوگئے۔

ھٰذَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ۚ جَمَعۡنٰکُمۡ وَ الۡاَوَّلِیۡنَ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ کَیۡدٌ فَکِیۡدُوۡنِ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ۔(المرسلات:39تا41) یہ ہے فیصلہ کا دن جس کے لئے ہم نے تمہیں اکٹھا کیا اور پہلوں کو بھی۔پس اگرتمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر آزمادیکھو۔ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں پر۔

پھر اُنہوں نے بتایا کہ مجھے ان آیات کی شدت نے خوف خدا کی وجہ سےرونے پر مجبور کردیا تھا اور میری زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے: اِلٰھِی اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ مَقَامِ الۡکَذَّابِیۡنَ وَاَعۡلَامِ الۡغَافِلِیۡنَ اِلٰھِی خَشَعَتۡ لَکَ قُلُوۡبُ الۡعَارِفِیۡنَ وَوَلَھَتۡ بِکَ ھِمَمُ الۡمُشۡتَاقِیۡنَ فَھَبۡ لِیۡ جُوۡدَکَ وَجَلِّلۡنِیۡ سِتۡرَکَ وَاعۡفُ عَنِّیۡ بِکَرَمِ وَجۡھِکَ یَا کَرِیۡمُ

اے میرے معبود ! میں کذّابوں کے مقام اور غافلوں کی علامات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے معبود!عارفوں کے دل تیرے لئے جھکے ہیں اور چاہنے والوں کی ہمتیں تجھ پر ہی فریفتہ ہیں۔پس اپنی سخاوت مجھے عطا کر اور اپنی چادر مجھ پر ڈال دے اور مجھے اپنے نظر کرم سے معاف کر دے۔

(تاریخ دمشق جلد51ص336)

سورة الانفطار کی آیت کی تاثیر

حضرت ابو موسیٰؓ اشعری جیسے مجاہدصحابی کے متعلق روایت ہے کہ جب وہ سورۃ الانفطار کی اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تو رو پڑتے۔یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِ (الانفطار:7) اے انسان!تجھے اپنے ربّ کریم کے بارہ میں کس بات نےدھوکہ میں ڈالا؟(یعنی سوائے جہالت کے)

(شعب الایمان جلد2ص365)

سورة المطففین کی آیت کی تاثیر

حضرت ابن عمرؓ جب سورۂ مطففین کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے تو اتنا روئے کہ ناک سے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔یہاں تک کہ بعد کی آیات پڑھ نہ سکے۔

یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (مطففین:7)

جس دن لوگ تمام جہانوں کے ربّ کے حضور کھڑے ہوں گے۔

(مختصر قیام اللیل جلد1ص209)

ختم قرآن کریم اور قبولیت دعا

تلاوت قرآن کریم کی ایک روحانی برکت اور تاثیر یہ ہے کہ اس کا دور مکمل کرنے پر قبولیت دعا کا خاص موقع ہوتا ہے۔حضرت عرباضؓ بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ’’جس کسی نے قرآن کریم کا دور مکمل کیا تو اس پر اُس کی دعا قبول ہوگی۔‘‘

(المعجم الکبیر جلد18ص259)

ختم قرآن کی دعا

ختم قرآن کے قبولیت دعا کے سنہری موقع پر کون سی دعا کی جائے؟اس بارہ میں حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قرآن ختم ہونے پر یہ دعا کرتے تھے۔اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡنِیۡ بِالۡقُرۡاٰنِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ اِمَامًا وَّ نُوۡرًا وَّ ھُدًی وَّرَحۡمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرۡنِیۡ مِنۡہُ مَانَسِیۡتُ وَعَلِّمۡنِیۡ مِنۡہُ مَا جَھِلۡتُ وَارۡزُقۡنِیۡ تِلَاوَتَہٗ آنَاءَ اللَّیۡلِ وَاَطۡرَافَ النَّھَارِ وَاجۡعَلۡہُ لِیۡ حُجَّۃً یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

(احیاء علوم الدین للغزالی جزاول صفحہ 278 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ اے اللہ ! مجھ پر قرآن کی وجہ اور واسطہ سے رحم فرمااور قرآن کو میرے لئے پیشوا اورنور اور ہدایت اور رحمت بنا دے۔اے اللہ! جو میں بھول جاؤں وہ مجھے یاد کروا دے اور جس کی مجھے سمجھ نہیں وہ مجھے سکھا دے اور مجھے رات دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما اور اے رب العالمین ! قرآن کو میرے لئے حجت بنا دے ۔ آمین

(باقی آئندہ)

نصیر احمد قمر۔ لندن

ماہ رمضان اور دعوت الی اللہ

رمضان کا مبارک مہینہ مومنین کو جن اہم دینی فرائض اور ذمہ داریوں کی یاد دلاتاہے ان میں سے ایک نہایت اہم فریضہ دعوت الی اللہ کا ہے ۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے ’’ھُدًی لِّلنَّاس‘‘ یعنی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا موجب بنایاہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو بندے کو خدا سے ملانے والی ہے۔

رمضان کے مقدس مہینہ میں ہی جب قرآنی وحی کے نزول کا آغاز ہوا تو ہمارے سیدو مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایاکہ ’’اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ‘‘ تُو یہ کلام اپنے رب کے نام کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنا۔ گویا باقاعدہ طورپر دعوت الی اللہ کی مہم کاآغاز بھی اسی مبارک ماہ میں ہوا۔اور پھر حضور اکرم ﷺ نے جس شان کے ساتھ اس حکم کی تعمیل فرمائی اور جس طرح آپؐ نے بغیر کسی قسم کے ناغہ کے دن رات نہایت محنت اور لگن اور بے قراری کے ساتھ خدا کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے جہاد فرمایا اس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ اس راہ میں اپنے عزیزوں کی ہی مخالفت مول نہیں لی بلکہ عملاً ساری دنیا کو مخالف کر لیا۔ معاندین نے آپ کو دعوت الی اللہ کے مشن سے باز رکھنے کے لئے ہر ممکن تدبیریں کیں۔ حرص و طمع دلا کر ، خوف دلا کر، بدزبانی کر کے ، گالیاں دے کر ، آپؐ پر پتھر برسا کر ، آپؐ کے قتل کے منصوبے باندھ کر،آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کے مظالم کانشانہ بنا کر،غرض ہر ممکن طریق سے انہوں نے آپؐ کو دعوت الی اللہ سے روکنے کی کوشش کی ۔ لیکن دشمن کی کوئی تدبیر آپؐ کو احکامات الٰہیہ کی بجا آوری سے نہ روک سکی اور آپؐ مسلسل دعوت الی اللہ کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ توحید کی طرف بلانے والی یہ آواز تمام معاندانہ و مخالفانہ آوازوں پرغالب آنے لگی اور آنحضرتؐ کے ساتھ داعیان الی اللہ کی ایک فدائی جماعت بن گئی اور وہ بھی آپؐ ہی کے رنگ میں رنگین ہو کر،آپؐ ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے،راہ حق میں ہر قسم کی تکالیف و مصائب کا نہایت بشاشت سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اپنی جانیں بھی اس راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ غرضیکہ دن بدن یہ مہم زورپکڑتی چلی گئی اور دشمنوں کی زمین کم ہوتی چلی گئی اور پھروہ دن بھی آیا جب سارا جزیرہ عرب اسلام کے نور سے منور ہو گیا۔

اِس زمانہ میں دعوت الی اللہ کا عَلَم خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند ، رجل فارس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کے ہاتھوں میں دیا ہے ۔ آج ساری دنیا میں دین اسلام کے غلبہ کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ڈالی گئی ہے ۔ چنانچہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باربار اپنے خطبات و خطابات میں احباب جماعت کو اس نہایت اہم فریضہ کی بجاآوری کے لئے توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دنیا بھر میں جگہ جگہ ایسے مخلصین داعیان الی اللہ کے پاک گروہ پیدا ہو رہے ہیں جنھوں نے دعوت الی اللہ کو حرز جان بنا رکھاہے اور ان کی نیک کوششیں خداتعالیٰ کے فضل سے ثمر آور ہو رہی ہیں اور ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسلام احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں ۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دعوت الی اللہ کوئی فرض کفایہ نہیں کہ ساری جماعت میں سے چند افراد اسے ادا کردیں توکافی ہے بلکہ یہ ہم میں سے ہر فرد کی ذمہ داری ہے ۔ مردوں کی بھی اور عورتوں کی بھی۔ چھوٹوں کی بھی اور بڑوں کی بھی اور اگر ہم سب

اس جہاد میں اپنی اپنی بساط اور توفیق کے مطابق حصہ لیں تو عالمگیر غلبہ ٔ اسلام کی منزل خدا کے فضل سے بہت جلد سر ہو سکتی ہے۔

رمضان المبارک کا جہاں دعوت الی اللہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے وہاں اس دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں اسلام میں داخل ہونے والوں اور نومبائعین کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت میں بھی ماہ رمضان ایک نہایت اہم اور کلیدی حیثیت رکھتاہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پرداعیان الی اللہ کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

’’میں داعیان الی اللہ کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتاہوں کہ ان کو مستقلاً خدا کا بنا دینے کا ایک بہت اچھا وقت ہاتھ آیاہے۔ آج کل جو نئے احمدی ہو رہے ہیں، دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں ۔ کوئی شرک سے آ رہے ہیں ، کوئی دہریت سے آ رہے ہیں، کوئی دوسرے مسلمانوں سے چلے آ رہے ہیں جنھوں نے اب اسلام کا حقیقی نور پایا اوردیکھا اور پہچانا ہے ۔ غرضیکہ ہر قسم کے لوگ ہر ملک سے آ رہے ہیں اور یہ تعداد خدا کے فضل سے دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے ان کو سنبھالنے کا مسئلہ ہوا کرتاہے اور میں داعیان الی اللہ کو نصیحت کرتاہوں کہ اب رمضان میں ان کو اس طرح سنبھالیں کہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔ اس سے بہتر سنبھالنے کا اورکوئی طریق نہیں ہے ۔ سارے مسائل ایک طرف،سارے روز مرہ کے جھگڑے ایک طرف اور کسی کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھما دیا جائے یہ ایک طرف، اس کے بعد خدا اسے پکڑ لیتاہے اور مضبوطی سے اس کو تھام لیتاہے.........جب تک یہ ہاتھ اس ہاتھ میں نہ آ جائے جو خدا کا ہاتھ کہلاتاہے اس وقت تک آپ کے ہاتھوں میں تو محفوظ نہیں ہیں۔ آج ہے کل نکل جائے گا ہاتھ سے ۔ آپ کو کب توفیق ہے کہ سارا دن تمام سال بھر آپ روزانہ کی فکر کریں۔ مہینے میں ایک دو دفعہ بھی فکر کا آپ کے پاس وقت نہیں رہتا۔ اب تو رفتار بھی بہت پھیل چکی ہے۔ لکھوکھا کی تعداد میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں اور ہر قوم سے،ہر مذہب سے، ہر زبان بولنے والوں میں سے آ رہے ہیں تو ان کو آپ کیا سمجھائیں گے ، کیسے کیسے ان کی طرف توجہات کا حق ادا کریں گے ۔ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ تھما دیں اور رمضان مبارک میں یہ کام ہر دوسرے دور سے زیادہ آسان ہو جاتاہے۔اس ضمن میں ان کو روزے رکھنے کی تلقین کریں۔ روزے رکھنے کے سلیقے سکھائیں۔ان کو بتائیں کہ اس طرح دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتاہے لیکن اُس سے عہد باندھو کہ تم اس کو چھوڑوگے نہیں۔‘‘

فرمایا۔ ’’پس اس معنے میں ان کی تربیت کریں،ان کو سمجھائیں اور پھر چھوٹے موٹے روزمرہ کے رمضان کے آداب بھی تو بتائیں۔ روزے کیسے رکھے جاتے ہیں،کیوں رکھے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس سلسلہ میں جو نصیحتیں فرمائیں ان سے کچھ ان کو آگاہ کریں تو رفتہ رفتہ ان کی تربیت ہوگی اور اگر ان کو یہ تجربہ رمضان میں ہو گیا کہ ان کو لیلۃ القدر نصیب ہو گئی یعنی وہ رات آئی ہے جو رات کہلاتی ہے مگر سب سے زیادہ منور ہے اور سب سے زیادہ روشنیاں اوردائی روشنیاں پیچھے چھوڑ جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہو سکتاہے وہ آپ کو سنبھالنے والے بن جائیں ، آپ کو ان کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں جب ان میں احمدیت میں انقلاب برپا ہو جاتاہے تو وہ ہر ابتلا سے اوپر نکل جاتے ہیں ۔ کوئی ٹھوکر ان کے لئے ٹھوکر نہیں رہتی ۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ دیکھو جی فلاں یوں کررہا ہے انہوں نے

ہمیں احمدیت دی ، اپنا یہ حال ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا ان سے بہتر نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی فکر کرتے ہیں،ان کی تربیت کرتے ہیں،ان کو سمجھاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی ہمیں آج ضرورت ہے دنیا کو سنبھالنے کے لئے۔اگر ایسے ہی رہنے دیا گیا کہ ہروقت آپ ہی نے ان کو سنبھالے رکھنا ہے تو آپ کی طاقت میں تو یہ سنبھالنا بھی نہیں۔انہوں نے پھرآگے دنیا کو کیا سنبھالنا ہے اس لئے رمضان سے یہ فائدہ اٹھائیں۔‘‘

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دعوت الی اللہ کا دعا سے بہت گہرا تعلق ہے۔بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دعا کے بغیر دعوت الی اللہ میں کامیابی ممکن نہیں۔کوئی انسان کسی دوسرے کا دل بدل نہیں سکتا۔ دل خدا کے ہاتھ میں ہیں وہی ان پر تصرف رکھتاہے۔ اس لئے اگر آپ لوگوں کے دل خدا کے لئے جیتنا چاہتے ہیں تو دعاؤں سے کام لینا ہوگا اور خدا تعالیٰ سے ہی اس کام میں کامیابی کے لئے مدد مانگنا ہوگی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظیم کامیابیوں اور آپؐ کے ذریعہ پیدا ہونے والے عظیم الشان روحانی انقلاب کے متعلق یہی عارفانہ نکتہ بیان فرمایاہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جن کے نتیجہ میں صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے۔ پس آج بھی دعوت الی اللہ کے جہاد میں کامیابی کے لئے ہمیں دعا ہی کے حربہ سے کام لینا ہوگا ۔ اور رمضان کا مہینہ اس پہلو سے ایک خاص مقام رکھتاہے کیونکہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کی خاص نسیم چلتی ہے اور دعاؤں کا ایک خاص ماحول پیدا ہوتاہے اور کثرت سے ملائکہ کا نزول ہوتاہے۔ اوردعاؤں کو خصوصی طورپر قبولیت کا شرف عطا ہوتاہے ۔

دعوت الی اللہ میں کامیابی کے لئے پاکیزگی نفس بہت ضروری ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعوت الی اللہ میں کامیابی اور لوگوں کے دلوں پر فتح پانے کے لئے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

’’اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤگے۔کسی نے کیااچھا کہاہے کہ

سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم بردل

پس پہلے دل پیدا کرو۔اگر دلوں پراثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔‘‘

اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی عظیم الشان کامیابیوں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

’’تم میری بات سن رکھو اورخوب یاد کرلوکہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 46)

رمضان کا مقدس مہینہ اس پہلو سے اپنے نفوس کی پاکیزگی حاصل کرنے اور اپنے تئیں سنوارنے کا بہترین موقع ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں کامیاب داعی الی اللہ بننے کی توفیق بخشے اور ہم دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں تمام ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے والے ہوں۔ آمین

محمد محمود طاہر

قبولیتِ دعا کا اعجاز

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے تحت وہ اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے اور قبولیت دعا کے ذریعہ وہ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ قبولیت دعا کا جہاں فیضان عام ہے اور وہ مجبوروں ،بےکسوں اور مضطر کی دعاؤں کو سن کر ان کی حاجت روائی کرتا ہے وہاں یہ فیضانِ خاص بھی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کو قبولیتِ دعا کا اعجاز بخشتا ہے جس سے نہ صرف مامورین کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور ان کی تائید و نصرت کی جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی چمکار بھی دکھاتا ہے اور اپنی ہستی کے ثبوت اہلِ دنیا کو دیتا ہے۔

دُعا کی اہمیت ، برکات اور اس کی قبولیت کے مضمون کو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریر و تقریر، نظم و نثر میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے ۔ آپؑ لیکچر سیالکوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’ دُعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ ٔ حضرتِ اَحدیت پر گرتی ہے ۔ وہ خدا کے حضور کھڑی بھی ہوتی ہے ۔ اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظلّ وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ،روحانی خزائن جلد نمبر20صفحہ222)

قبولیتِ دعا کے اعجاز کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

’’اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت ِ دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیائے کرام اِن دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثردعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت ِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنھوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اِس اُمی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔‘‘

(برکات الدعا ، روحانی خزائن جلد 6صفحہ 10۔11)

مقبولین کا بڑا معجزہ ۔استجابت ِ دعا

اللہ تعالیٰ اپنے مرسلین اور مقبول بندوں کو قبولیت ِ دعا کے معجزہ سے نوازتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابتِ دعا ہی ہے۔جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں توخدا ان کو سنتا ہے اوراس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے ۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن جلد 22صفحہ20)

قبولیت ِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں

اللہ تعالیٰ نے امام آخر الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبولیت ِ دعا کا اعجاز عطا فرمایا اور آپؑ نے قبولیتِ دُعا کے نمونے دکھانے کیلئے اپنے مخالفین کو چیلنج بھی دیئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور اپنی ہستی کے ثبوت دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اوراس کو کھینچ لاتی ہے اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت ِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے ۔ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاًایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت ِ دعا کا نمونہ دکھانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 128 ، ایڈیشن 2003ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قبولیتِ دعا کے واقعات اپنی کتب میں جا بجا درج کئے ہیں ۔آپ نے اپنے مخالفین کو قبولیت ِ دعا کے چیلنج بھی دیئے اور اس کے نتیجہ میں آپؑ کی دعا کئی معاندین کے لئے تیغِ دعا ثابت ہوئی۔قبولیت ِ دعا کا یہ سلسلہ آپؑ کے بعد آپؑ کی قائم کردہ جماعت میں جاری ہے۔ خلافت احمدیہ بھی آپؑ کی قبولیت ِ دعا کا اعجاز ہے اور قبولیت ِ دعا کا یہ اعجاز آپؑ کے خلفاء کو بھی عطا کیا۔

اپنوں نے بھی اور غیروں نے بھی قبولیت ِ دعا کے اس اعجاز کے نتیجہ میں فیض پایا اور منکرین و معاندین کے لئے یہ تیغ دعا ثابت ہوتی رہی۔ہم ہر روز خلافت احمدیہ کی برکت سے قبولیت ِ دعا کے نظاروں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔آج کوئی خطہ زمین ایسانہیں جہاں خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت کے گواہ موجود نہ ہوں۔کہیں اس قبولیت سے بیمار شفا پاتے ہیں،کہیں اس قبولیت سے سعید روحیں ہدایت پاتی ہیں۔کہیں خشک سالی سے تباہ حال علاقہ قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں رحمت کی بارش کا نظارہ دیکھتا ہے۔کہیں یہی قبولیتِ دعا شدید معاندین کے لئے قہری تجلی بن کر ظاہر ہوتی ہے۔اور کہیں اس قبولیت کے نتیجہ میں بے اولادوں کو اولاد کی نعمت عطا ہوتی ہے تو کبھی نرینہ اولاد کے خواہش مند قبولیت ِ دعا کا دروازہ اپنے لئے کھلتا ہوئے دیکھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت ِ دعا کاواقعہ

آج کے مضمون میں صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی قبولیت ِ دعا کا واقعہ ہے جس کو مشاہدہ کرنے والا خاندان جرمنی میں موجود ہے۔یہ واقعہ خود انہوں نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے تحریر کیا ہے۔

مکرم مسرور احمد باجوہ سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جرمنی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے بعد لگاتار مجھے تین بیٹیوں کی نعمت سے نواز رکھا تھا۔میری اور اہلیہ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد نرینہ بھی عطا فرمادے۔ ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے۔

آغاز 1986ء کی بات ہے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں اولاد نرینہ عطا ہونے کے لئے خط لکھا۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے دست ِ مبارک سے مجھے خط کا جواب عنایت فرمایا اور تحریر فرمایا کہ مجھے دعا کی تحریک ہوئی ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا ۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں اور مجھے ہر ماہ خط لکھتے رہیں۔

اس کے بعد میری اہلیہ اللہ کے فضل سے امیّد ہو گئیں۔ چند ماہ بعد جب الٹرا ساؤنڈ کروایا تو ہمارے ڈاکٹر نے کہا لگتا ہے بیٹی ہوگی۔میں نے ڈاکٹر کو کہا کہ میں مذہبی آدمی ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کی بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولادِ نرینہ عطا کرے گا۔ڈاکٹر نے کہا کہ میں تو سائنس پر یقین رکھتا ہوں ۔ الٹراساؤنڈ رپورٹ اور ڈاکٹر کا تجزیہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا دُعا جاری ہے۔

جب اہلیہ کا تیسری بار الٹرا ساؤنڈ ہوا تب بھی ڈاکٹر اپنے موقف پر قائم رہا کہ لگتا ہے کہ لڑکی ہوگی۔اکتوبر 1986ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جرمنی تشریف لائے۔ میں نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حالات بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ ملاقات میں حضور انور نے پوچھا کہ اہلیہ صاحبہ کہاں ہیں ۔ بتایا کہ گھر ہیں۔فرمایا کہ اسے بھی بلائیں۔ چنانچہ اگلے روز اہلیہ کی حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت صاحب نے میری بیوی کو فرمایا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹا عطا کرے گا۔میں نے حضرت صاحب کو کہا کہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ بیٹی ہے۔ یہ مذہب اور سائنس کا مقابلہ ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ سائنس مذہب کے تابع ہے۔ ڈاکٹر جھوٹ کہتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ بیٹا ہوگا۔اس ملاقات میں حضرت صاحب کے چہرے کی عجب کیفیت تھی جیسے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہم کلام ہورہا ہے۔

ملاقات میں میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ لڑکا ہوا تو اس کا وقف قبول فرمائیں۔آپ نے ازراہِ شفقت اسی وقت وقف قبول فرمایا ۔ میں نے بیٹے کا نام تجویز کرنے کیلئے عرض کی تو آپ نے فرمایا طارق نام رکھ لیں۔پھر فرمایا طارق منصور رکھیں اور پھر فرمایا طارق منصور احمد رکھ لیں اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اسے جماعت کے لئے طارق بنائے۔آمین

حضرت صاحب نے مجھے ملاقات میں ہی فرمایا کہ میں ہالینڈ جارہا ہوں ۔ (اس وقت نن سپیٹ مشن والی جگہ خریدی گئی تھی) وہاں دس پندرہ دن قیام ہے۔ مجھے بیٹے کی پیدائش کی مٹھائی بھجوانا۔حضورؒ کے علم میں تھا کہ میری ہمشیرہ ہالینڈ میں ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر کا آخری وقت تک یہی خیال تھا کہ لڑکی پیدا ہوگی۔قبولیت دعا کی گھڑی آن پہنچی۔29 اکتوبر 1986ء کو آپریشن کے ذریعہ ولادت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دعا کو سنا اور مجھے لڑکے کی نعمت سے نوازا۔ڈاکٹر حیران تھا ۔ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ تمہارا یقین کامل ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پیرومرشد کی دعا ہے۔میں نے ہالینڈ ہمشیرہ کو فون کیا کہ فوراً حضرت صاحب کو مٹھائی پہنچا دیں اور حضرت صاحب کو اطلاع دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور آپ کی دعاکو سنا اور بیٹا عطا کیا ہے۔یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی قبولیت دعا کا اعجاز تھا ۔ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ بیٹا ہوگا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اس واقعہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو بھی علم تھا۔ جب حضرت صاحب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو میری ملاقات کے دوران حضو ر انور ایدہ اللہ نے یہ سارا واقعہ مجھ سے سنا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی رہنمائی و اجازت سے میرے بیٹے عزیزم طارق منصور احمد نے آرکیٹیکچر میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یک صد مساجد جرمنی کی تحریک میں نقشے بنانے کی سعادت بھی حاصل ہورہی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

دعا کی تاثیر اور اعجاز کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو ! زورِ دعا دیکھو تو

چوہدری نعیم احمد باجوہ

وباء کے دنوں میں فیک نیوز کا رُجحان اور ہماری ذمہ داریاں

سال2019ء کے اواخر میں شروع ہونے والی کورونا وائرس سے پھیلنے والی بیماری نے جلد ہی دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔یہاں تک کہ 11 مارچ 2020ء کو اِسے عالمی وبا قرار دے دیا گیا ۔اب تک 1لاکھ سے زائد لوگ اس میں مبتلا ہو کر لقمہ اجل بن گئے ہیں ۔ آج کورونا وائرس کا نام اورCOVID-19 کی ٹرم بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔خوف کی فضا دامن گیر اور عالمی ماحول سوگوار ہے۔حکومتیں اپنے عوام کو اِس وباءسے بچانے کے لئے ہر قسم کے اقدام اُٹھانے میں کوشاں ہیں ۔ کہیں کامیابی کی موہوم سی اُمید تو کہیں یہ جنگ زوروں پر ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک یہ حالات رہیں گے،کتنی جانیں اس کا نوالہ بنیں گی اور کس کس نظام کی صف لپیٹ دی جائے گی۔فی الوقت یہ وباء پھیلتی ہی جا رہی ہے۔

ان دگرگوں حالات کا تقاضا ہے کہ ہم سب یکجان ہو کر اس کے مقابلے پر آئیں۔ ایک دوسرے کے دست و بازو بن کر اپنی اخلاقی اورمعاشرتی ذمہ داریاں پوری کریں۔انسانیت کی بقا کی جنگ میں متحد ہوں،خوف کو دُور بھگائیں،احتیاط کریں،درست معلومات حاصل کریں اور ہر فیک نیوز سے خود بھی دُور رہیں اور دوسروں کو بھی بچائیں ۔

اس وقت دُنیابھر میں ایمرجنسی نافذ ہے۔میڈیا کے ذریعہ ہماری رسائی دُنیا جہان کی معلومات تک ہے لیکن ان نیوز میں سے سچی اور جھوٹی خبر کی تمیز کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر ہرخبر پر کان دھریں گے اور ہر پیغام کو سوچے سمجھے بغیر آگے سینکڑوں لوگوں کو ارسال کرتے رہیں گے تو خود سکون میں ہوں گے نہ دوسروں کو سکون سے رہنے دیں گے۔

بغیر چیک کئے پیغام آگے بھجوانا

آج کل فون اور انٹرنیٹ کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے ۔ ہمیں روزانہ سینکڑوں برقی پیغامات وصول ہوتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو شاید ان میں سے پانچ فیصد پیغامات بھی مفید یا ضروری نہ ہوں۔ بہت سارے لوگ یہ پیغامات آگے بھجوانا اپنا فرض سمجھتے ہیں ۔

کوروناوائرس وباء کے ان ایّام میں افواہیں پھیلانے کی وباء بھی زوروں پر ہے اور بغیر کسی تصدیق کے قسما قسم کی غلط معلومات روزانہ کی بنیاد پر سوشل میڈیا پر شیئر کی جا رہی ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے ہمیں بلا تصدیق ہر بات آگے پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے ہر بات کو شیئر کرنے میں کوئی وقار نہیں بلکہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کی یہ کافی دلیل ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے بغیر تصدیق کئے آگے پہنچادے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم ،المقدمة)

کہ کسی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی دلیل ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا پھرے۔

افواہ پھیلانا بہت بڑی خیانت ہے۔

ہر انسان کا حق ہے کہ اُسے درست معلومات تک رسائی ہو۔جبکہ افواہ پھیلانے والا اس بنیادی حق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے اوردوسروں کے حقوق میں دخل اندازی کر کے بددیانتی اور خیانت کا مرتکب ہو تا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے۔

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَلَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ۔ (سنن أبی داؤد كِتَابُ الْاَدَبِ بَابٌ فِي الْمَعَارِيضِ)

حضرت سفیان بن اسیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات بیان کرو جسے وہ تو سچ جانے اور تم خود اس سے جھوٹ کہو۔

اس سے بڑی خیانت اور کیا ہوگی کہ لوگ آپ کی بات کو سچ سمجھ رہے ہوں جبکہ وہ بے بنیا دہو ۔ ایسا کر کے ہم اپنی بددیانتی پر مہر لگاتے اور دوسروں کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی جامع تعریف یہ فرمائی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (متفق علیہ)

کہ مسلمان تو دراصل ہے ہی وہی جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں ۔اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں مُسْلِمُوْنَ کی جگہ اَلنَّاسُ کے الفاظ بھی آئے ہیں ۔ یعنی حقیقی مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے عامة الناس محفوظ رہیں ۔

عصر حاضر میں لازم نہیں کہ ہم کسی کے سامنے جا کر اُسے ہاتھ یا زبان سے تکلیف دیں ۔بلکہ دُور رہتے ہوئے اور آج کل کے حالات میں قرنطینہ میں رہتے ہوئے،ہاتھوں میں پکڑے فون کے ذریعہ دوسروں کو زیادہ تکالیف پہنچانے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے جو شاید آمنے سامنے بھی ممکن نہ ہو۔ جدید وسائل کے ذریعہ ہزار ہا میل کی دُوری تک ہمارے ہاتھ دوسروں کے گریبان تک پہنچنے لگے ہیں ۔ ہمارے آڈیو ویڈیو پیغامات حدود و قیود سے باہر دوسروں کی آزادی میں گھسنے لگے ہیں ۔

بغیر تحقیق کے ہر ایک کی بات پر اعتبار کرتے چلے جانا ۔ہر میسج کو ہزاروں لوگوں تک آگے پہنچانے کی خود ساختہ ڈیوٹی نبھانے کی کوشش میں لگے رہنا،بعض اوقات دوسروں کی تکلیف اور اپنے لئے ندامت کا باعث بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قبیح فعل سے روکنے کے لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرات :7)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو ، ایسانہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو۔پھر تمہیں اپنے کئے پر پشیمان ہونا پڑے۔“

بنیادی حقوق کی پاسداری کرنےوالے اس حکم پر عمل کر کے دوسروں کو بھی تکلیف سے بچا سکتے ہیں اور خود بھی قصوروار ٹھہر کر نادم ہونے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔اگر ہم چاہیں تو چند سیکنڈز میں موصول ہونے والے پیغامات کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ غلط پیغام فارورڈ کر کے گنہگار بننے اور شرمندہ ہونے سے بہتر ہے کہ چند سیکنڈز کی ریسرچ کر کے خبرکی حقیقت معلوم کرلی جائے۔

سچ اور صرف سچ

قرآن مجید نے ہمیں ہر حال میں سچ کا دامن تھامے رکھنے کا ارشاد فرمایاہے ۔ بلکہ ایساسچ جسے قول سدید کہا جا سکے ۔ یعنی صاف سیدھی اور کھری بات۔ یہی ایک مومن کی شان ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَقُوْلُوْاقَوْلًاسَدِيْدًا (الاحزاب: 71) اور تم ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کیاکرو۔

پھر ہمیں ایک قدم اور آگے چل کر یہ سبق بھی دیا گیا کہ خواہ مخواہ معاملات کی ٹوہ میں لگے رہنا اور کسی اَمر کے متعلق ایسا موقف اختیار کرنا جس کا ہمیں علم نہ ہومناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواعضاء ہمیں عطاکئے ہیں ان کےدرست استعمال اور کان، آنکھ اور دل وغیرہ کے متعلق سوال کئے جانے سے بھی خبردار کر دیا ہے۔ فرمایا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (بنی اسرائیل:37) یعنی اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں ۔ یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

حضرت خلیفة المسیح الاولؓ فرماتے ہیں ۔

”لَاتَقْفُ کے معنی ہیں لَاتَقُل جو صحابہؓ و تابعین سے ثابت ہیں۔ جس چیز کا علم نہ ہو وہ منہ سے نہ نکالو۔ آج کل ایسی بیباکی بڑھ رہی ہے کہ پالیٹکس اور اکانومی کے معنی تک نہیں جانتے اور اپنے اخبار اس کے لئے وقف کرنے پر بیٹھے ہیں ۔“ (حقائق الفرقان ،جلد دوم ص 535)

پھر ایسے لوگوں کو جو جھوٹ بولتے اور افواہیں پھیلاتے ہیں بڑی سخت وعید کی گئی ہے، اُنہیں لعنتی کہا گیا ہے ۔ ایک سعید فطرت کیونکر خدا تعالیٰ کی لعنت مول لینا چاہے گا اور وہ بھی کسی ایسے معاملے میں جس سے کوئی نفع حاصل نہیں۔ جو صرف معاشرے میں بے چینی پیدا کر سکتا اور دوسروں کے لئے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (الاحزاب: 61،62)

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑاتے پھرتے ہیں باز نہیں آئیں گے تو ہم ضرور تجھے (ان کی عقوبت کے لئے) ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ اِس (شہر) میں تیرے پڑوس میں نہیں رہ سکیں گے مگر تھوڑا۔ (یہ) دھتکارے ہوئے، جہاں کہیں بھی پائے جائیں پکڑلئے جائیں اور اچھی طرح قتل کئے جائیں۔

مومنین کی شان

ایک مومن کی شان تویہی ہے کہ وہ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے اور ہر لحہ اپنے رب کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اس جہان میں زندگی کے ایّام گزارے ۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 ص 12)

اگر ہماری سوچ اس نہج پر چلنا شروع کر دے تو کیسے ممکن ہے کہ ہم ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلا کر اپنے جھوٹے ہونے کا ثبوت خود فراہم کرتے چلے جائیں۔یقیناً جھوٹ اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔مومنین کا ہدف مقرر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران : 103)اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہےاور ہر گز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

روزمرہ زندگی میں ہمیشہ سچ کو فوقیت دینا،سچائی کا ساتھ دینا، سچوں اور صدیقوں کی حمایت میں کھڑا ہونا بھی مومنین کا امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ : 119)اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

عام طور پر اس آیت کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ صحبت ِصالحہ کے حصول کے لئے صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ یقیناً یہ معنی بہت اعلیٰ ہیں اور جماعتِ مومنین کو صحبتِ صالحین سے مستفید ہونے کی ترغیب دی گئی ہے ۔ تاہم اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اے مومنین کی جماعت! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی حمایت کرنے کے لئےاور اُن کا ساتھ دینے کےلئے اُن کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔

اس لحاظ سے ان ایّام میں ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ معاشرے میں انتشار کو کم کرنے کے لئے خود تو کسی قسم کے جھوٹ کاحصہ نہ بنیں بلکہ جو درست اور سچی خبریں ہیں صرف اُن کا ساتھ دیں ۔

مومنین کی ایک امتیازی شان سچی گواہی دینا ہے

فرمایا۔وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ(الفرقان: 73) اور یہ وہ (اللہ تعالیٰ کے نیک)بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔

گواہی کی ایک قسم وہ ہے جو کسی مقدمہ وغیرہ میں دینا پڑتی ہے۔فی زمانہ گواہی کی ایک صورت یہ بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جس پیغام کوہم اپنے سوشل میڈیا ہینڈل یا موبائل فون وغیرہ سے آگے شیئر کرتے ہیں۔ دراصل ہم اس کے گواہ بن جاتے ہیں۔ فون یا کمپیوٹر پر کی گئی ہماری ہر ایک کلک کا حساب رہتا ہے۔گویا

ہمارے دستخط ہو جاتے ہیں اور گواہیاں ثبت ہوتی جاتی ہیں۔ہم ان معلومات کے ذمہ دار ٹھہرائے جا سکتے ہیں ۔

سچائی کس طرح نیکی کے بچے پیدا کرتی ہے اور جھوٹ کس طرح بُرائی کو جنم دیتا چلا جاتا ہے اس کی ایک جھلک حضرت محمد ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے کرجاتاہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے ہو اللہ کے ہاں کذّاب لکھاجاتا ہے۔ (مسلم کتاب البر و الصلۃ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بُت ہے ۔جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔‘‘

پھر فرمایا۔

’’اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ اِجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج: 31) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتّھر کی طرف سر جُھکا تا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے........ اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔‘‘(ملفوظات جلد چہارم ص 636)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’روز مرہ کے جھوٹ ہیں جو گھروں میں چل رہے ہیں۔ گھروں میں جھوٹ کی فیکٹریاں اور کارخانے لگے ہوئے ہیں ۔پس معاشرے کو جھوٹ سے پاک کریں۔ کیونکہ جھوٹ کے بغیر نہ تو ہم موٗحد بن سکتے ہیں نہ توحید کی تعلیم دے سکتے ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ 14۔اگست 1992ء،الفضل 21 ستمبر 1992ء)

قرآن مجید میں درج واقعہ میں مومنین کے لئے سبق

سورۂ نورمیں ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے،اس میں ہمارے لئے کئی نشانات ہیں۔جو غلطی اُس زمانے کے لوگوں سے ہوئی اس پر گرفت بھی کی گئی ہے اور آئندہ ایسی حرکتوں سے باز رہنے کی تنبیہ بھی۔ فرمایا: جب تمہاری زبانیں بولتی چلی جارہی تھیں ایک ایسے معاملے کے بارے میں جس کا تمہیں کوئی حتمی علم نہیں تھا ۔ تم اُسے معمولی خیال کر رہے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی ۔

اِذۡ تَلَقَّوۡنَہٗ بِاَلۡسِنَتِکُمۡ وَ تَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاہِکُمۡ مَّا لَیۡسَ لَکُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ وَّ تَحۡسَبُوۡنَہٗ ہَیِّنًا ٭ۖ وَّ ہُوَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَظِیۡمٌ (النور :16)

قرآن مجید نے ہمیں یہ تنبیہ بھی کی ہے کہ خبردار جو کچھ تم کہتے ہو اور بولتے ہو وہ سب آن ریکارڈ ہے۔فرمایا۔ مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ (ق : 19)اور وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس ہی اس کا ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔

جب کسی نےمنصف کے سامنے گواہی درج کروانی ہو تو اپنے ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے کیونکہ دیا گیا بیان ریکارڈ کا حصہ بن جائے گا۔ جھوٹ ثابت ہونے کی صورت میں سزا بھی مل سکتی ہے اور عزت کا جنازہ بھی نکل جائے گا۔ اسی طرح ہمیں اپنے ہر قول کی نگرانی کرنی چاہیئے کہ لکھا تو جا رہا ہے۔

جلد بازی نہ کرو

دیکھا گیا ہے کہ بریکنگ نیوز دینے کے شوقین حضرات جلدی میں پیغامات کو آگے پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں ۔بعض اوقات کسی کی بیماری کی حالت کو وفات کی خبر بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے ۔ کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ آپ کا کوئی عزیز بستر مرگ پر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا ہو۔ آپ اس کی جلد صحت یابی کے لئے دُعائیں اور ہر مناسب تدبیر کررہے ہوں لیکن اچانک آپ کے فون پر تعزیت اور افسوس کے پیغات آنا شروع ہو جائیں ۔ کس قدر تکلیف دہ وہ لمحات ہوں گے۔ کیسا ذہنی تشدد ہے جو ہم بغیر سوچ سمجھے چند سیکنڈز میں دوسروں پر کر دیتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے ہمیں ایسی حرکات کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ الۡاَعۡمَشُ وَلَا أَعۡلَمُہٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَۃُ فِی کُلِّ شَیۡءٍ اِلَّا فِی عَمَلِ الۡآخِرَۃِ (سنن أبي داؤد،کِتَابُ الۡاَدَبِ بَابٌ فِی الرِّفۡقِ)

حضرت اعمش کہتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : کسی کام میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیۓ سوائے اس کے کہ آخرت کا کام ہو ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’چاہیئے کہ تمہاری زبانیں تمہارے قابو میں ہوں۔ہر قسم کے لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنے والی ہوں۔جھوٹ اس قدر عام ہو رہا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔درویش،مولوی،قصہ گو،واعظ اپنے بیانات کو سجانے کے لئے خدا سے نہ ڈر کر جھوٹ بول دیتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلددوم ص 266)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں ۔

’’ قرآن کریم میں بھی اس بات کی بار بار تاکید فرمائی گئی ہے تو جب کوئی افواہ سنو تو خواہ مخواہ اس کو قبول نہ کر لیا کرو اور آگے نہ چلا دیا کرو۔ اِدھر کان میں افواہ پڑی اور زبان نے اُس کو اُچھال دیا،یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کے نتیجہ میں سوسائٹی میں لوگوں کے متعلق بدروایتیں پھیلتی ہیں اور جھوٹ کے تنے پھوٹے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2001ء۔الفضل انٹر نیشنل 9 تا 15 مارچ 2001ء)

اِنفوڈیمک کی اصطلاح

وبائی ایّام میں روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں اَفواہیں گردش میں آتی ہیں۔ اس قسم کی اَفواہوں کے لئےبین الاقوامی ادارہ صحت نے ایک نئی ٹرم متعارف کروائی ہے جسے ’’ اِنفوڈیمک‘‘ کہاجاتاہے۔اپی ڈیمک (وباء) اور انفارمیشن (معلومات) کے امتزاج سے بننے والی اس ٹرم کی وضاحت کرتے ہوئے ماہرین کہتے ہیں کہ بعض اوقات کسی وباء کی نسبت اس سے متعلق اَفواہیں اور غلط معلومات زیادہ تیزی سے پھیلتی ہیں، جس سے بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

حالیہ وباء کے دنوں میں پھیلائی جانے والی اَفواہوں کی چند مثالیں

کورونا وائرس کے ساتھ ساتھ پوری دُنیا میں اَفواہوں اور فیک نیوز کی وباء بھی پھیل چکی ہے۔ جس کی سینکڑوں مثالیں سامنے آچکی ہیں۔ صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

2۔ اپریل کو برمنگھم اور Merseyside کے علاقوں میں بعض لوگوں نے 5G موبال سگنلز کے کھمبوں کوآگ لگا دی۔اس کی بنیاد صرف معاشرے میں گردش کرنے والی یہ اَفواہیں تھیں کہ اس ٹیکنالوجی کی وجہ سے کورونا وائرس پھیل رہا ہے۔ جبکہ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس بارے میں کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ اُنہوں نے کہا کورونا وائرس تو اُن علاقوں میں بھی پھیل رہا ہے جہاں 5G ٹیکنالوجی استعمال ہی نہیں ہو رہی۔ (بی بی سی)

عام طو رپر ہم یہ تصور نہیں کر سکتے، پڑھے لکھے ترقی یافتہ معاشرے میں بھی لوگ اس قدر اَفواہوں پر کان دھر سکتے ہیں۔ لیکن فیک نیوز کی وجہ سے ایک ہیجان پیدا ہونا فطری عمل ہے اور لوگ معاملات اپنے ہاتھ میں لے کر انتشار کا باعث بن جاتے ہیں ۔

آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔باقی افریقن ممالک کم وسائل کے باوجوداس وباء کو روکنے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں ۔ ایسی ہی ایک کوشش آئیوری کوسٹ میں کی گئی اور مفاد عام کی خاطر کورونا وائرس کے ٹسٹ کے لئے حکومت نے ایک سنٹر قائم کیا ۔ لیکن بعض اَفواہ سازوں نے یہ خبر مشہور کر دی کہ اس سے ہمارے علاقے میں وائرس پھیل جائے گا۔ چنانچہ لوگوں کے ایک ہجوم نے اس سنٹر کو جو اُن کے مفاد کی خاطر بنایا گیاتھا حملہ کر کے گرا دیا ۔ اس واقعہ کو کورونا وائرس سے متعلقہ پہلی پبلک ہنگامہ آرائی کہا جا رہاہے۔

بعض ممالک میں کورونا وائرس سے متعلق جھوٹی اَفواہیں پھیلانے والے گرفتار بھی کئے گئے ہیں۔ایک صاحب نے تو ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر ڈال دی کہ آج رات تمام لوگ اپنے دروازے کھڑکیاں اور روشن دان بند رکھیں کیونکہ رات کو کورونا وائرس آسمان سے ہم پر گرے گا۔

عرب میڈیا کے مطابق مصر میں سماجی رابطے کی ویب سائٹس پر کورونا وائرس سے متعلق گمراہ کن معلومات پھیلا کر لوگوں میں خوف وہراس پیدا کرنے والوں پر ایک لاکھ پاؤنڈ سے 3 لاکھ پاؤنڈ تک کا جرمانہ اور 2 سال قید کی سزا ہوسکتی ہے جب کہ موبائل اور کمپیوٹر بھی ضبط کرلئے جائیں گے۔

سچائی کا اظہار ایک بنیادی خُلق ہے۔جس کی توقع ہر انسان سے کی جاتی ہے۔مذاہب نے سچ بولنے کی طرف تفصیل سے توجہ دلائی ہے ۔غیر مذہبی معاشرہ بھی سچ کو بنیادی خُلق سمجھتا ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فطرت کی آواز ہے۔ بے بنیاد اَفواہیں اور جھوٹی خبریں پھیلانا اخلاقیات سے گری ہوئی حرکت سمجھی جاتی ہے۔ جس کی توقع کسی مومن سے تو بہرحال نہیں کی جاسکتی۔ ان تکلیف دہ ایّام میں ہمیں اپنے مولیٰ کے حضور تمام دُکھی انسانیت کے لئے دُعا کرنی چاہیۓ نہ کہ جھوٹی خبریں پھیلا کر اُن کے دُکھوں میں اضافے کا باعث بنا چاہیۓ۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس وباء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

’’آخری حربہ دُعا ہے اور یہ دُعا کرنی چاہیۓ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ اُن تمام احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دُعا کریں جو کسی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں.........عمومی طور پر ہر ایک کے لئے دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دُنیا کو اس وباء کے اثرات سے بچا کے رکھے۔ جو بیمار ہیں اُنہیں شفاء کاملہ عطا فرمائے اور ہر احمدی کو شفا عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ایمان اور ایقان میں بھی مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(الفضل انٹر نیشنل 10۔اپریل 2020ء)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ زاہدہ یاسمین لکھتی ہیں۔

خاکسار کاالفضل کے ساتھ بچپن سے ہی شیفتگی اور قلبی سکون کا وہ رشتہ قائم ہے کہ اتوار کا روز طبیعت پر بے حد گراں گزرتا۔اب بھی تدریسی مصروفیات اور چھوٹے بچوں کے ساتھ وہ پابندی تو برقرار نہیں رہ سکی تاہم تشنگی کا احساس کسی حد سے سوا ہو جاتا ہے تو ہمشیرہ فوزیہ درثمین سلمان صاحبہ گاہے بگاہے اس بے مثال اور بے بدل روحانی مائدہ کے کچھ حصے بھیج کر لذت قلب و ذہن کی بالیدگی کا سامان بہم پہنچاتی رہتی ہیں۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ادبی ذوق بحمد تعالیٰ ورثہ میں پایا ،تقاریر،مقالہ جات،مضمون نویسی شوق سے زیادہ جذبہ تھا،الفضل میں شائع کردہ مضمون بیاد حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ پر مکرم چوہدری لطیف احمد کاہلوں نے ابوجان مکرم رانا اقبال الدین مرحوم کو بلا کر خوشنودی کا اظہار کیا اور تاکید فرمائی کہ صاحبزادی کو کہیں لکھنا جاری رکھے۔لیکن لمبا عرصہ والدہ کی وفات،خاکسار کی شادی اور نامساعد حالات کا طویل عرصہ محض تدریسی فرائض کی انجام دہی تک محدود ہو کر رہ گیا۔اور تحصیل و ضلع اور صوبائی سطح تک کے مقابلہ جات کے لیے پُرجوش تقاریر لکھ کر ہی اپنا کتھارسس کرنے کی کوشش کی لیکن سچ تو یہ ہے کہ مزہ نہیں آیا۔لاک ڈاؤن نے وہ فرصت اب مہیا کی ہے کہ روح کے خوابیدہ تاروں کو جھنجھنانے کو دل چاہتا ہے سو الفضل کے لیے اداسی، محبت،تساہل کے لیے ندامت کے جذبات لیے حاضر ہوں لیکن اے میرے عزیز روزنامے اس اعتراف کے ساتھ کہ

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار

لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا اور اس یقین دہانی کے ساتھ کہ اب یہ ساتھ تادم مرگ نبھایا جائے گا۔انشاءاللہ۔خاکسار دو مضامین ارسال کر چکی ہے تاہم دل کو دھڑکا سا ہے جو یقیناً آنمکرم کی ہمدردانہ،ماہرانہ اور معتبر وثقہ رائے و رہنمائی سے اپنا اعتماد بحال کرے گا۔ان شاءاللہ

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کاشف احمد

اس وبا کا حسین پہلو (ایک ادبی اور تربیتی تحریر)

اور جب لوگ گھروں میں ہی رہنے لگے کتابیں پڑھ کر یا (آڈیو بکس) سن کر وقت گزارنے لگے ۔ آرام کرنے، ورزش کرنے، فن پارے تخلیق کرنے اور کھیلوں میں وقت صرف کرنا سیکھ گئے۔ جینے کے نئے انداز اپنا لئے اور ٹھہر سے گئے .. دھیمے سے ہو کر مزید گہرائی میں جا کر سننے اور سمجھنے لگے۔ کچھ لوگ عبادت میں لگ گئے، دعاؤں میں مشغول ہو گئے اور کچھ رقص میں ۔ کچھ اپنے ہی سائے سے ملاقات ہوئی اور سب ہی لوگ مختلف اور ہٹ کر سوچنے لگے۔اس طرح پھر لوگوں کو شفاء حاصل ہونے لگی اور جب اس جہالت،بددماغی،بے حسی، پتھر دلی اور سفاکی سے دنیا پاک ہو گئی تو زمین کو بھی شفاء نصیب ہوئی اور آخر جب خطرہ ٹل گیا ، لوگ آپس میں مل بیٹھنے لگے تو اپنے اپنے نقصانوں پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کے نئے اندازاور نئے تخیلات کے نقوش سے اپنے خوابوں کو سجانے لگے۔پھر زندگی ایک بالکل اچھوتے انداز ، نئی سوچ کے ساتھ رواں دواں ہوئی تو زمین مکمل شفایاب ہو گئی کیونکہ لوگ اس علاج کے بعد اب پوری طرح تمام نقصان دہ صحبتوں، عادات اورروحانی بیماریوں سے شفایاب ہو چکے تھے۔

مشہور مصنف کیٹی اومارا کی کتاب ''پیپل سٹیڈ ہوم'' سے ایک اقتباس کا اردو ورژن پیش ہے۔

جن حالات میں ہم آجکل رہ رہے ہیں ، یعنی سن بیس سو بیس کی اس وبا کے دنوں میں ہمیں بہت واضح طور پر اکیلے پن، تنہائی،معاشرتی دوری اور خلوت کے فرق کو سمجھ لینا ہوگا ورنہ ہم باآسانی ان کو آپس میں گڈ مڈ کر کے ایک ہی چیز سمجھ لیں گے۔

جہاں ہماری زبان نے ہمیں تنہائی جیسے لفظ سے روشناس کروا کر تکلیف دہ احساس کوجگایا ہے وہیں ایک اور لفظ ''خلوت'' بھی عطا کیا ہے جو اس کے معنٰی کو عظمت عطا کرتا ہے ۔ یہ وہ خلوت ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو بلایا گیا اور پھر وہ خالق اپنے بندے .. اپنے نبی سے طور سینا پر ہمکلام ہوا یہ وہی خلوت ہے جس کے نتیجے میں غار حرا میں آقائے دو جہاں ﷺ کو نبوّت کا عظیم مرتبہ اور پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ نازل ہوا۔

ان حالات میں کبھی کبھار مکمل علیحدگی کی ضرورت پڑ سکتی ہے مگر اس وقت بھی رابطے سے روکا نہیں جاتا بات چیت پر کوئی پابندی نہیں۔کوئی آپ کو ہمدردی کا اظہار کرنے،دلجوئی،حوصلہ افزائی اور پیار سے پیش آنے سے نہیں روک سکتا ۔ وہ سب کام جو آپ نے آج سے پہلے بس اس لئے موخر کئے رکھے کہ چلو یہ تو میرے اپنے گھر کے افراد ہی ہیں،ان سے کبھی بھی بات چیت ہو سکتی ہے،جذبات کا اظہار اور مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے مشکلات اور ضروریات جانی جا سکتی ہیں،کچھ سیکھا سکھایا جا سکتا ہے، ایک دوسرے کی پسند نا پسند اور شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے اور دوریاں مٹائی جا سکتی ہیں۔فی الحال گھر سے باہر والوں سے یہ سب کر کے دیکھنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس میں مزہ اور فائدہ زیادہ ہے۔گھر والوں کو پھر کبھی دیکھ لیں گے ۔ باس کو خوش نہ کیا تو ترقی کیسے ہوگی ، گاہک ناراض ہو گیا تو کاروبار کیسے چلے گا۔ گھر والے تو انتظار اور صبر کر لیں گے اس لئے انکو پھر کبھی وقت دے لیں گےاور یہ '' پھر کبھی'' کبھی نہیں آئی یہاں تک کہ اب اس وبا نے مجبور کر ہی دیا وہ سب کرنے کے لئے جو آج سے پہلے برائے نام ہی کیا تھا ۔ شاید اسی لئے عجیب لگتا ہے اور اس لئے غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ہم اکیلے رہ گئے کوئی بات کرنے کو نہیں نہ کوئی ڈھنگ کی سرگرمی میسر ہے ۔ در اصل آدمی تنہائی کا شکار خود کو صرف اس لئے سمجھتا ہے جب اسے اس کی مرضی کے روابط اور تعلقات نہ مل رہے ہوں ، جبکہ وہ در اصل تنہا نہیں ہوتا۔

ماہرین نفسیات اکیلے پن کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی رائے اور ضرورت کے مطابق بنائے ہوئے روابط اور تعلقات سے خود کو محروم سمجھتا ہے یا پھر جب اس کے خیال سے یہ تعلقات اور روابط اس کی مرضی کی مقدار اور معیار کے نہیں رہتے تو وہ تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے۔

دراصل وہ تنہا ہوتا نہیں خود پر یہ کیفیت طاری کر لیتا ہے ورنہ پھر لوگ محفل میں بھی خود کو تنہا محسوس نہ کرتے یہ دراصل خود سے خلوت میں ملاقات کا وقت ہے ۔ اپنے اصل کی طرف لوٹ آنے کا وقت ۔ خود شناسی جس کومادی ترقی کی دوڑ میں کہیں پیچھے بھول آئے تھے اور خالص انسان جس کو ہم نیا نیا سا محسوس کرنے لگے ہیں جو در اصل نیا ہر گز نہیں بس اپنی اصل فطرت سلیم پر واپس قائم ہونے لگا ہے جس پر وہ پیدا ہوا تھا۔

یہ وبا دراصل تمام بنی نوع انسان کو خلوت کے ان رموز سے آشکار کرنے کے لئے آئی ہے جس سے آج کا انسان محظوظ ہونے سے محروم رہا ۔ ان اعلیٰ لذات پر غور کرنے اور اختیار کرنے سے محروم رہنا جن سے صرف فطرت سلیم پر فائز وہ اشرف المخلوقات لطف اندوز ہوتے ہیں جن کو وہ خالق پھر اپنے نبیوں، مجددین، صدیقین اور شہدا کا درجہ دیتا ہے اور اپنے عظیم انعامات سے نوازتا ہے۔

ہمیں احساس تنہائی سے اپنے پیاروں اور خود سے خلوت کے حصول کی لذت کا سفر اس بات پر غور کرنے سے شروع کرنا ہوگا کہ کیا وہ سب کچھ جو اب تک ہم ضروری خیال کرتے رہے کیا اس وبا کے آنے کے بعد واقعی ضروری رہ گیا ہے ؟ اور وہ سب کچھ جو دراصل ضروری تھا وہ سب کر کے گزرنے پر کیا ہم اب تیار ہوئے بھی ہیں یا نہیں ؟ یا پھر ہم اس وقت کے جیسے تیسے گزر جانے اور مصیبت کے ٹل جانے کے منتظر ہیں تا کہ واپس اسی پُرانی روش اور طرز زندگی کی طرف لوٹ جائیں جس سے نجات دلانے کے لئے یہ وبا آئی ہے؟

شانِ رمضان

ماہِ رمضاں کے بہت ہی مختلف انداز ہیں
رحمتوں اور برکتوں کے ہو رہے آغاز ہیں

آنسوؤں سے جب جلائے جائیں یہ دل کے دیئے
شب کی گریہ زاریوں میں مغفرت کے راز ہیں

پھر سے آئے ہیں بڑی ہی شان سے ایام جو
سال کے باقی دنوں سے یہ بہت ممتاز ہیں

تھام کر تقویٰ کو دیویں نفسِ امّارہ کو مات
اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ کی اصل یہ اغراض ہیں

دور کر دل کی کدورت عجز کی راہوں پہ چل
خاک میں ملنا ہے گر تو پھر بھلا کیوں ناز ہیں

تیر اور تلوار سے لڑنے کو یکسر چھوڑ کر
جنگ بدیوں سے ہے کرنی گرچہ ہم جانباز ہیں

گر خدا کے واسطے شیطان سے جھگڑیں گے ہم
ڈھال بن جائیں گے روزے کم نہ یہ اعجاز ہیں

اک خدا کے پیار کی دُھن منؔ میں میرے بج اٹھی
مجھ کو اب بھاتے نہیں دوجے کوئی بھی ساز ہیں

منصورہ فضل منؔ۔قادیان

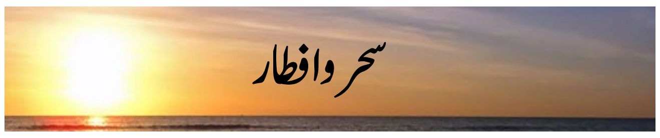

4 مئی 2020	وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ	04:28	18:47
مدینہ منورہ	04:22	18:52
قادیان	04:10	19:10
ربوہ	03:50	18:53
اسلام آباد ٹلفورڈ	02:57	20:30